مقدمہ غصبِ جاگیر (باغ) فدک:

تحقیق وتحریر: مہر خان

مورخہ ٦ فروری، ٢٠٢٠

یہ تحقیقی مقالہ ہم کراچی کی اُس جرأت مند خاتون وکیل جناب سیفی علی خان کو ہدیہ کرتے ہیں جس نے ایک پاکستانی ٹی وی چینل پر اس خوبصورتی کیساتھ مقدمہ غصبِ جاگیر فدک پیش کیا اور جنگو حق بات کہنے پر سپاہ صحابہ اور لشکرِ جھنگوی کے بدنام زمانہ دہشتگرد قتل کرنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں اور یہ خاتون وکیل تنہا حضرت فاطمہ (ع) کے حق کے دفاع کے لئے ڈٹ گئیں ہیں۔سلام ہے اس جرأتمند خاتون وکیل پر۔اللہ تعالیٰ انہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے، آمین.

یہ تحریرصرف صاحبان علم(جیسے کہ مولانا انجینئرمحمدعلی میرزا صاحب،مولانا اسحاق مرحوم یا حنیف قریشی جیسے معتدل اور کلمہ حق کہنے والے مولانا صاحبان)اورحق کےمتلاشی لوگوں کےلئے ہے نہ کہ ان لوگوں کے لئے جو بغیر پڑھے اپنے کمنٹس میں لکھ دیتے ہیں-"سب جھوٹ ہے-" اب ہم اپنے اصل موضوع "مقدمہ غصبِ فدک" کی طرف آنے سے پہلے یہ دیکھنا چاہیں گے کہ اسلامی تاریخی میں فدک کی جاگیرکس اہمیت کی حامل تھی؟

سوال-1: فدک کیا چیز ہے؟

جواب: ترجمہ :" فدک ایک شہرہے جو مدینہ سے دو یا تین دن کی مسافت پر واقع تھا،اس میں چشمے اور بہت سے کھجوروں کے باغ تھے۔یہ وہی فدک ہے جسکے متعلق حضرت فاطمہ زہرا (ع) نے حضرت ابوبکر سے فرمایا تھا کہ یہ فدک رسول اللہ، میرے والد محترم نے مجھے عطا فرمایا تھا اور حضرت ابوبکر نے جواب میں کبھی گواہ طلب کرنے کا حیلہ بہانہ کیا، کبھی نام نہاد نصاب شہادت کا پورا نہ ہونے کا عذر تراشا، اور بعد میں ایک موضوعی حدیث سنا کر یہ جائیداد حضرت فاطمہ (ع) کو دینے سے صاف انکار کردیا تھا..."

اہلسنت کی معتبرکتب سے ثبوت ملاحظہ ہو:

1- معجم البلدان ص 238 ج 14 مولف، یا قوت حموی،

2- تاریخ خمیس ص 88، ج 2،

3-وفاء الوفا، ص 128،ج 4،

سوال-2: فدک کی آمدنی کی مالیت کتنی تھی؟؟

جواب: چودہ سو برس ہوگئے اور اہلسنت مورخین نے اپنی اندھی خوش عقیدگی کی مجبوری یا آل نبی(ص) سے اپنی دشمنی کے باعث واقعہ فدک کو ہمیشہ توڑ مروڑ کر بیان کیاہےاسی لئے اسکی آمدنی کامعتبر تخمینہ کا اندازہ کرنا مشکل ہے پھربھی جوکچھ اہلسنت کےمورخین نے تحریرکیا اس سے فدک کی آمدنی کا اجمالاً اندازہ لگایا جاسکتاہے۔

(الف)غلہ کی قیمت :

ترجمہ: "ابو داؤد کہ ہے، جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ بنا تھا تو فدک کی زمین سے غلہ کی آمدنی چالیس ہزار دینار تھی.." کتاب: سنن ابی داؤد ص 144 ج 3:

(ب) فدک کی زمین اور کھجوروں کی قیمت:

ترجمہ:"حضرت عمرنے یہودیوں کو فدک سے نکال دیا اور انکے حصہ کی زمین کی بمعہ کھجوروں کے، جب قیمت لگائی گئی توقیمت پچاس ہزار درہم پڑی۔"

کتاب شرح ابن ابی الحدید، ص 108، ج.4

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

(ج) فدک کی آمدنی کا فوج اور دفاع پر خرچ:

ترجمہ: "حضرت عمر جناب ابوبکر پر ناراض ہوئے اور کہا اگر فدک تو فاطمہ زہرا (ع) کو واپس دیتا ہے تو فوج اور دفاع پر تو کہاں سے خرچ کرے گا اور جبکہ سارا عرب تیرے ساتھ لڑ رہا ہے۔" (پھر وہ تحریر بابت فدک فاطمہ زہرا (ع) عمر نے اسے پرزے پرزے کردیا)

کتاب، سیرۃ حلبیہ، ص 488، ج 3 باب وفات رسول اللہ، مولف برہان الدین قاضی حلب۔

اربابِ انصاف: ان تاریخی امور سے معلوم ہوا کہ فدک ایسی جائیداد تھی جس سے نہ صرف سیکڑوں خاندان باعزت طریقے سے بسر و اوقات کرسکتے تھے بلکہ پوری کی پوری فوج پل رہی تھی یا پل سکتی تھی اور یہ ہی وجہ تھی کہ اربابِ اختیار نے فدک کو اس لئے غصب کیا تھا کہ آل نبی (ص) مالی طور پر اس قدر کمزور ہوجائیں تاکہ وہ حکومت وقت کو کوئی ٹف ٹائم نہ دے سکیں۔

سوال-3: فدک کی شرعی حیثیت، غنیمت اور فئ میں کیا فرق ہے؟

جواب: جو بھی مال نبی (ص) کے دستِ تصرف میں آتا ہے اسکے کئی نام ہیں مثلاً زکوٰۃ، غنیمت، فئے۔

سوال-4: غنیمت اور فئ میں کیا فرق ہے؟

جواب: ترجمہ: "مال غنیمت وہ ہے جسکے حاصل کرنے میں اہل اسلام نے اپنے آپ کو تھکایا ہو۔"

اور مال فئ وہ ہے جسکے حاصل کرنے میں مسلمانوں نے اونٹ گھوڑے نہ دوڑائے ہوں۔

اہلسنت کی معتبر کتب: 1-تفسیر کبیر، ص 125 ج 8 الحشر

2-فتوحاتِ الہیہ، ص 313، ج 4،

3-تفسیر مراغی پ-28، سورہ حشر

سوال-5: کیا فدک مال فئ تھا یا مال غنیمت؟ قرآن اور تفسیر کی روشنی میں بتائیں؟

جواب: فدک مال فئ تھا-قرآنی فیصلہ: سورہ الحشر، آیت 6، پ-28

وَمَآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ مِنْهُمْ فَمَآ أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُۥ عَلَىٰ مَن يَشَآءُ ۚ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ (٦)

ترجمہ: "اور جو (مال) خدا نے اپنے پیغمبر کو ان لوگوں سے (بغیر لڑائی، بھڑائی کے) دلوایا ہے اس میں تمہارا کچھ حق نہیں کیونکہ اسکے لئے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ لیکن خدا اپنے پیغمبروں کو جن پر چاہتا ہے مسلط کردیتا ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔"

بقدرِ الحاجت: "جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو دوسری بستیوں کے کافروں سے دلوائے (جیسے فدک) سو وہ اللہ کا حق ہے اور رسول کا۔" (ترجمہ، اشرف علی تھانوی)،

ازالۃ الخفاء، ص، 285-287 فصل-6، ج-2، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

فدک کا مال فئ ہونا، اہلسنت کی تفاسیر کی روشی میں:

ویسے تو بہت سی تفاسیر ہیں لیکن ہم چند کا ذکر کرتے ہیں:

1-تفسیر کبیر، ص 125، ج 8، امام فخر الدین رازی،

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

2-تفسیر مظہری، ص 238،سورہ الحشر،

3- تفسیر درمنثور،ص-152، ج-6، الحشر

4-تفسیر روح المعانی، پ۲۸، سورہ حشر،

5- تفسیر مراغی، پ-۲۸، سورہ حشر

6-فتوحات الٰہیہ، ص-213، ج 4، الحشر

7-تفسیر جواہر طنطاوی، پ-۲۸، سورہ حشر

ترجمہ:"امام فخرالدین رازی فرماتے ہیں کہ یہ آیت فدک کے بارے میں نازل ہوئ ہے کیونکہ یہ علاقہ بغیر جنگ کے حضور کے ہاتھ آیا تھا۔"

اہلسنت کی ان سات تفاسیر کی روشنی میں یہ بات روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ فدک مال"فئ"تھا اور یہ فدک رسول اللہ نے اپنی پیاری بیٹی فاطمہ زہرا (ع) کو عطا کردیا تھا لیکن آنجناب(ص) کی وفات کے بعد جناب ابوبکر نے یہ فدک بی بی پر ظلم کرتے ہوئے چھین لیا۔

سوال-6: علاقہ فدک، نبی کریم کے دستِ تصرف میں کیسے آیا؟؟

جواب: ترجمہ: " نبی کریم(ص) جب خیبر سے واپس آئے تو محیصہ بن مسعود انصاری کو دعوت اسلام کی خاطر اہل فدک کے پاس بھیجا۔ اہل فدک کا سردار اسوقت یوشع بن نون یہودی تھا۔ اسلام قبول کرنے سے اہل فدک نے انکار کردیا اور علاقہ فدک کی آدھی زمین دینے کی پیشکش کی، نبی(ص) نے آدھی زمین لیکر انکو وہیں رہنے دیا اور آدھا فدک رسول (ص) کی ملکیت تھا کیونکہ اسکے حاصل کرنے پر مسلمانوں نے اونٹ گھوڑے نہیں دوڑائے تھے۔۔" یہ تو تھا اہلسنت کی کتاب تاریخ کامل سے ترجمہ، اسی سے ملتی جلتی کچھ الفاظ کے کمی بیشی کیساتھ تاریخ طبری اور فتوح البلدان میں بھی یہ ہی روائت موجود ہے۔ ریفرنس کیلئے اہلسنت کی معتبر کتب مندرجہ ذیل ہیں۔

1-فتوح البلدان، ص 51، ج-1، مولف: البلاذری، مطبوعہ-نفیس اکیڈمی، کراچی۔

2- معجم البلدان، ص139، ج14، طبع بیروت، مولف یا قوت حموی بغدادی-

3-تاریخ طبری، ص 362، ج-1، مولف: جریر جعفر طبری،

4-تاریخ کامل، ص،108، ج-2، از ابن اثیر جزری۔

5-شرح ابن ابی الحدید، ص،108، ج-4۔

6-تاریخ خمیس، ص 58، ج-2، از شیخ حسین دیاربکری-

سوال-7: فدک فاطمہ زہرا(ع) کی ملکیت میں کیسے آیا ؟؟

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہوا، (سورہ بنی اسرائیل، آیت 26، پ-15، رکوع 3 :

وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا

ترجمہ: " اور دے قرابت والے کو حق اسکا اور مسکین اور مسافر کو اور مت بےجا خرچ کر:"مترجم، شاہ رفیع الدین۔

اربابِ انصاف: ہرشئے کا مالک اللہ کی ذات ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسان کے مالک ہونے کے کچھ اسباب مقرر فرمائے ہیں مثلاً جو زمین بغیر کسی جنگ کے رسول اللہ(ص) کو ملے وہ مال "فئ" ہے اور آنحضرت (ص) اسکے مالک ہیں۔ فدک بغیر جنگ کے ملا تھا لہذا اسکے مالک رسول اللہ(ص) تھے، مالک کو یہ حق ہے کہ اپنا مال بغیر کسی عوض کے

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

کسی کو دیدے، خواہ ہبہ سے یا اور کسی بھی طریق سے- نبی کریم (ص) کو یہ حق اللہ کی طرف سے حاصل تھا کہ وہ فدک فاطمہ کو دیدیں لیکن حضرت عمر(ر) اوران جیسے صحابہ کرام خواہ مخواہ نبی کریم (ص) پراکثر و بیشتر بیجا اعتراض کرتے رہتے تھے (جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عمر کے گستاخانہ کلمات اور پھر انکا کفارہ کے طور پر غلام آزاد کرنے اور بہت زیادہ اضافی عبادتیں کرنے کا ذکر بخاری ج-۳، ص 691 حدیث891، تاج کمپنی، کراچی میں مذکور ہے) لہٰذا فدک کے آنے کے بعد بھی حضور (ص) خاموش رہے، جب یہ آیت اتری تو بحکم خدا آنجناب نے فدک کی زمین اپنی پیاری بیٹی فاطمہ زہرا (ص) کو دیدی- ثبوت کے لئے اہلسنت کی معتبر کتب کے لئے دیکھئے:

1- تفسیر درمنشور، 177، ج 4، مولف جلال الدین سیوطی-

2- تفسیر مظہری، ص- 37، پ- ۱۵، مولف قاضی ثناءاللہ-

3- تفسیر روح المعانی، ص62، پ۱۵، مولف، شہاب الدین محمودالوسی-

4- ینابیع المودۃ، ص193، از سلیمان حسینی قندوزی حنفی سنی

ترجمہ: "ابی سعید خدری اور عبداللہ بن عباس سے روائت ہے کہ جب آیۃ وات ذالقربیٰ اتری تو نبی (ص) نے فاطمہ زہرا (ع) کو بلایا اور فدک کی زمین انکو عطا کردی"

اب یہاں ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ سورہ اسراء مکی سورہ ہے اور یہ آیت "وات ذالقربیٰ "اسی سورہ میں ہے لہٰذا یہ آیت بھی مکی ہے، اور فدک مدینہ میں ملا ہے جو واقعہ مدینہ میں ہوا ہو اسے مکی آیت سے کسطرح بیان کیا جاسکتا ہے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ آیت مدنی ہے کیونکہ اسکے مکی ہونے کا کوئی ثبوت نہیں اور جس ترتیب سے آیات نازل ہوئی ہیں مصحفِ عثمانی کی وہ ترتیب نہیں ہے اور موجودہ مصحف کی ترتیب حضرت عثمان کے زمانے میں دی گئی ہے نیز اہلسنت کے تین عالم مقاتل، کلبی اور ابن عباس کہتے ہیں کہ سورہ تغابن مکی ہے اوراس میں مدنی آیات بھی ہیں- (عمدۃ القاری، شرح صحیح بخاری، ص 209، ج9) مثال کے طور پر آیۃ ذالقربیٰ سورہ اسراء کی 26ویں آیت ہے اوراسی آیۃ "لاتجعل یدک مغلولۃ" سورہ اسراء کی 29ویں آیت ہے- اسی آیت سے بی بی عائشہ کی ایک فضیلت ثابت ہوتی تھی لیکن ساتھ ہی یہ اعتراض بھی وارد ہوتا تھا کہ بی بی عائشہ تو نبی (ص) کے گھر مدینہ میں آئیں اور یہ آیت مکی ہے لہٰذا علامہ سیوطی اور دیگر اہلسنت مورخین فوراً مان گئے کہ یہ آیت مدنی ہے-

اربابِ انصاف: اگر بی بی حضرت عائشہ کی خاطر مکی سورہ کی آیت کو مدنی مانا جاسکتا ہے تو پھر فاطمہ زہرا (ع) کے حق کی خاطر آیۃ "اتِ ذالقربیٰ" کو بھی مدنی تسلیم کرنا چاہیئے-

سوال-8: کیا نبی کریم (ص) نے فاطمہ زہرا (ع) کو فدک دیکر کوئی تحریر بھی لکھدی تھی؟

جواب: جواب ہے جی ہاں!

ترجمہ: "جبرئیل نے رسول (ص) کی خدمت میں عرض کی کہ حکم خدا ہے کہ آپ (ص) ذوئ القربیٰ کا حق انکو دیں، جناب نے فرمایا ذوئ القربیٰ سے مراد کون ہیں اور حق سے مراد کیا ہے؟ جبرائیل نے عرض کی ذوئ القربیٰ سے مراد فاطمہ زہرا ہیں اور حق سے مراد جاگیر فدک ہے- نبی کریم نے فاطمہ زہرا کو بلایا اور فدک دیکر ایک تحریر بھی لکھ دی- یہ وہ ہی تحریر ہے جسے نبی کریم (ص) کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر کے سامنے پیش کیا تھا اور فرمایا کہ یہ وہ ہی تحریر ہے جسے نبی کریم (ص) نے حسنین اور میرے لئے تحریر فرمایا تھا-" دیکھئے اہلسنت کی کتب:-

1- "روضۃ الصفا" منقول از تشئید المطاعن، ص 603-

2- "معارج النبوۃ" ص 228، ج 1، رکن چہارم، باب دہم،

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

سوال-9: نبی کریم (ص) نے جو تحریر بقول آپکے، بابتِ فدک، فاطمہ زہرا(ع) کو دی تھی اسکا مضمون کیا تھا؟

جواب: جی ہاں، تحریر کا متن حاضر ہے۔ ترجمہ:" محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف نے اس شہر فدک کی زمین کو جسکی حدود معلوم ہیں اپنی بیٹی فاطمہ زہرا(ع) پر وقف کیا اور انکے بعد انکی اولاد پر وقف کیا جو اسکے سننے کے بعد اسمیں تبدیلی کریگا(یعنی چھین کر اسپر غاصبانہ قبضہ کریگا) تو اس غصب کا گناہ اسی پر ہے۔ اللہ تعالیٰ سمیع اور علیم ہے۔" (فتاوی عزیزی، ص 65، مطبوعہ، کراچی،) (نوٹ: غ.ح.ن.ص۲۷)

ارباب انصاف: ہم نے اہلسنت کی معتبر ترین کتب سے ثابت کردیا کہ:

1- نبی کریم(ص) نے فدک فاطمہ زہرا(ع) کو بحکم خدا عطا کر دیا تھا۔

2- اور بی بی فاطمہ (ع) کا فدک پر مالکانہ قبضہ تھا-

3- اور فدک کی حوالگی کی تحریر حضرت فاطمہ(ص) کے پاس موجود تھی۔

ارباب انصاف ! ہم نے اثباتِ ہبہ کے متعلق کم و بیش دس ثبوت پیش کردیے جو اہل بصیرت کے لئے کافی ہیں اور جس نے فاطمہ زہرا (ع) کے حق کو چھپانا ہے اور نہیں ماننا اسکے لئے دس ہزار ثبوت بھی ناکافی ہیں جیسا کہ شاہ عبدالعزیز تحفہ اثناء عشریہ میں، شاہ ولی اللہ قرۃ العنین میں، ابن تیمیہ منہاج السنہ میں، اس عطیہ اور ہبہ کے منکر ہیں۔ آخر ہٹ دھرمی اور سفید جھوٹ بولنے کی ایک حد ہوتی ہے. انکو خوفِ خدا بھی نہ تھا بڑی دلیری سے سفید جھوٹ وہ بھی "بلا سند" لکھ گئے ۔

اب آتے ہیں اس مقدمہ کے دوسرے حصے کیطرف:

10- صحیح ستہ اور اہلسنت کی کسی معتبر تاریخ سے ثابت کیجئے کہ واقعی جناب فاطمہ زہرا نے ابوبکر سے اپنا حق مانگا؟ اور ابوبکر کا فدک کی زمین غصب کرنے کا بیان کیا گیا ہو؟

جواب: کم از کم اہلسنت کی بیس کتب تو ہماری لائبریری میں ہیں۔ چند ایک کا ذکر کر دیتے ہیں:-

1- بخاری شریف، ص434-435، باب خیبر، ج 5، تاج کمپنی، کراچی-

2- مسلم شریف، ص72، ج2، باب قول النبی لانورث"۔

3- سنن ابوداؤد"، ص 142، ج3، ذکر فئ۔

4- شرح ابن ابی الحدید، ص112، ج4، ذکر فدک-

5- ریاض النضرہ، ص 231، ج4، مطبوعہ بغداد-

6- صوائق محرقہ، ص21، باب مطاعن ابوبکر-

7- کنز العمال، ص 129، ج 8 آیت فئ-

8- الملل والنحل، ص 17/1، مولف عبدالکریم شہرستانی-

9- البدایۃ و النہایۃ، ص 245/5، ابن کثیر دمشقی-

10- تاریخ طبری، ص1825/4، جریر طبری-

11- فتوح البلدان، ص 44، البلازری-

12- مسند احمد حنبل، ص158/1، مسند ابی بکر-

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

نوٹ: مندرجہ بالا حوالہ جات ہم نے پوری ذمہ داری کے ساتھ لکھے ہیں۔ پبلشرز مختلف ہونے کی بنا پر صفحات نمبر آگے پیچھے ہونے کا احتمال ہے۔ سب کتابوں کی عبارت نہیں لکھ سکتے۔ کم ازکم انیس کتابوں میں الفاظ کی کمی بیشی کیساتھ اصل واقعہ فدک درج ہے۔

1- بخاری کی عبارت: ص241-242- ج6، باب کتاب فرض الخمس حدیث، 325، تاج کمپنی، کراچی-

ترجمہ: حضرت عائشہ سے مروی حدیث ہے وہ فرماتی ہیں "آنحضرت (ص) کی وفات کے بعد آپ (ص) کی صاحبزادی علیہ حضرت فاطمہ زہرا (ص) حضرت ابو بکر صدیق سے آنحضرت کا ترکہ مانگنے لگیں یعنی اپنا حصہ، اس ترکہ میں سے دلایا جائے یعنی ان مالوں میں سے جو اللہ نے بن لڑے بھڑے آپ (ص) کو دلا دیئے (جیسے کہ فدک وغیرہ) حضرت ابوبکر نے جواب دیا آنحضرت (ص) نے تو فرمایا ہے ہم پیغمبر لوگوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے، یہ سن کر حضرت فاطمہ (ع) غصہ ہوئیں اور انہوں نے حضرت ابوبکر (ر) سے ترکِ ملاقات کی اور وفات تک ان سے نہ ملیں وہ آنحضرت (ص) کی وفات کے بعد صرف چھ مہینے زندہ رہیں۔ حضرت عائشہ نے کہا حضرت فاطمہ اپنا حصہ اس مال میں سے مانگتی تھیں جو آنحضرت (ص) نے چھوڑا تھا خیبر اور فدک اور مدینہ کے صدقہ میں سے، ابوبکر نے نہ دیا، وہ کہنے لگے میں کوئی بات چھوڑنے والا نہیں جو آنحضرت کیا کرتے تھے، جیسا آپ کرتے تھے ویسے ہی میں کرتا رہوں گا۔ میں ڈرتا ہوں آپکی کوئی بات چھوڑکر گمراہ نہ ہوجاؤں۔ پھر حضرت عمر نے (اپنی خلافت میں) مدینہ کا صدقہ تو حضرت علی (ع) اور حضرت عباس کے حوالے کردیا لیکن خیبر اور فدک کو حضرت عمر نے روک رکھا اور کہا کہ یہ دونوں جائیدادیں آنحضرت (ص) نے غیر معمولی حقوق اور مصارف کے لئے جو آپکو آتے، رکھی تھیں۔ یہ جائیدادیں اس شخص کے پاس رہیں گی جو خلیفہ ہو۔"

2- نوٹ: بخاری کی اسی جلد 6 میں، ص 243 پر اہلسنت کے مشہور عالم علامہ وحید الزماں اپنے حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ "حضرت عثمان نے اپنی خلافت میں فدک مروان کو دے دیا تھا۔ چونکہ حضرت عثمان بہت غنی تھے انکو یہ حاجت نہ تھی کہ فدک سے اپنے مصارف چلاتے تو انہوں نے مروان جو انکا عزیز تھا (نوٹ: سمدھی، عم زاد، ہم قبیلہ تھا) کو مذکورہ جائیداد انکو دیدی"۔ (سمجھ سے باہر ہے دنیاوی قوانین ہوں یا اسلامی قانون، کس قانون کے تحت حضرت عثمان نے فدک اپنے عمزاد اور سمدھی کو بالکل مفت تحفتاً بخش دیا تھا ؟ (مال مفت دل بے رحم)۔

3- بخاری جلد 5، ص 434-435 حدیث 546، تاج کمپنی: باب خیبر: "حضرت فاطمہ (ع) آنحضرت (ص) کی صاحبزادی نے کسی کو حضرت ابوبکر کے پاس بھیجا کہ وہ آنحضرت (ص) کا ترکہ مانگتی تھیں ان مالوں میں سے جو اللہ نے آپ (ص) کو مدینہ اور فدک میں عنایت فرمائے تھے اور خیبر کے پانچویں حصے میں سے جو بچ رہا تھا حضرت ابوبکر نے جواب دیا کہ آنحضرت (ص) نے یوں فرمایا ہے "ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم مال اسباب چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہے البتہ اس میں شک نہیں کہ حضرت محمد (ص) کی اولاد اسی مال میں سے کھائیں گے اور میں تو آنحضرت (ص) کی خیرات اسی حال پر رکھوں گا جیسے آنحضرت (ص) کی زندگی میں تھی اور جیسا آنحضرت (ص) کیا کرتے تھے، میں بھی ویسے ہی کرتا رہوں گا۔ جس جسکو آپ (ص) دیتے تھے میں بھی انکو دیتا رہوں گا۔ غرض ابوبکر نے حضرت فاطمہ (ع) کو اس ترکہ میں سے کچھ بھی دینا منظور نہیں کیا اور حضرت فاطمہ (ع) کو حضرت ابوبکر پر غصہ آیا، انہوں نے انکی ملاقات ترک کردی اور مرتے تک ان سے بات نہ کی۔ وہ آنحضرت (ص) کے بعد صرف چھ ماہ زندہ رہیں جب انکی وفات ہوئی تو انکے خاوند حضرت علی (ع) نے رات ہی کو انکو دفن کردیا اور ابوبکر کو انکی وفات کی خبر نہ دی اور حضرت علی (ع) نے ان پر نماز پڑھی۔ چونکہ اکثر کفار، غزوات نبوی میں حضرت علی (ع) کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے اس لئے اصحاب کے دلوں میں جناب علی کے متعلق کینے تھے، جناب فاطمہ (ع) کی زندگی میں بی بی کی وجہ سے لوگ کچھ نہ کچھ حضرت علی (ع) کی عزت کیا کرتے تھے لیکن جناب فاطمہ بنت رسول (ص) کی وفات کے بعد حضرت علی (ع) نے لوگوں کے رُخ اور موڈ بدلے ہوئے پائے۔"

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

4-بخاری ،ص 79/4،طبع مصر،باب "فرض الخمس"

ترجمہ: "جناب فاطمہ زہرا رسول اللہ کی بیٹی ابوبکر پر ناراض ہوئیں اور کلام کرنا چھوڑ دیا ابوبکر سے حتیٰ کہ وفات پائی۔"

5-فتوح البلدان: ص 44:

ترجمہ:"جناب فاطمہ زہرا(ع) نے حضرت ابوبکر سے کہاکہ میری فدک کی زمین مجھے دیدو کیونکہ میرا باپ رسول اللہ مجھے دے گیا تھا۔۔"

6-ریاض النضرہ: ص231/1،

ترجمہ: " جب وفات نبی(ص) کے بعد (ابوبکر نے فدک فاطمہ زہرا(ع) سے چھین لیا تو) فاطمہ زہرا (ع) ابوبکر(ر) کے پاس آئیں اور فرمایا کہ میری زمین فدک مجھے دے دو کیونکہ میرے والد رسول اللہ یہ زمین مجھکو دے گئے تھے۔۔"

7-تفسیر کبیر: ص 125:

ترجمہ:"جب نبی کریم(ص) نے وفات پائی تو جناب فاطمہ زہرا (ع) نے دعویٰ فرمایا کہ فدک کی زمین میرے والد رسول اللہ مجھے دے گئے تھے۔ابوبکر نے جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ تو سچ بول رہی ہے۔"

8-اب ہم سیرۃ الحلبیہ جلد 3 صفحہ 488 سے ثبوت پیش کرنا چاہتے ہیں انھوں نے سبط ابن جوزی کے حوالے سے تحریر کیا کہ جب حضرت فاطمہ نے فدک کے بارے میں پختہ ثبوت پیش کئے کہ فدک حضرت فاطمہ کا حق ہے جوانکے بابا نے انکو اپنی زندگی میں دیا تھا تو حضرت ابوبکر نے راضی ہوکر فدک کے بارے میں ایک تحریر لکھ دی اسی دوران حضرت عمر داخل ہوئے اور ابوبکر سے کہا کہ فوج کے اور دوسرے اخراجات کیسے پورے کروگے اور عمر بن خطاب نے وہ دستاویز پھاڑ ڈالی۔"

ارباب انصاف: ہم نے اہلسنت کی معتبر کتب سے ثابت کردیا کہ جناب ابوبکر (ر) نے رسول(ص) کی بیٹی جناب زہرا سے فدک کی زمین چھین لی تھی اور بی بی نے ابوبکر (ر) سے سوال کیا کہ میری زمین واپس دو لیکن انہوں نے زمین دینے سے انکار کردیا۔ رسول (ص) کی بیٹی پر یہ سراسر ظلم شدید تھا اور ظالم کوئی بھی ہو اسکے لئے قرآن میں کافی آیات موجود ہیں- مثلاً سور بقرہ آیت نمبر:124

وَاِذِ ابۡتَلٰٓى اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ‌ؕ قَالَ اِنِّىۡ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا‌ ؕ قَالَ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِىۡ‌ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهۡدِى الظّٰلِمِيۡنَ "

ترجمہ:"اور جب پروردگار نے چند باتوں میں ابراہیم کی آزمائش کی تو ان میں پورے اترے۔خدا نے کہا کہ میں تم کو لوگوں کا پیشوا بناؤں گا۔انہوں نے کہا کہ (پروردگار) میری اولاد میں سے بھی (پیشوا بنائیو)۔خدا نے فرمایا کہ ہمارا اقرار ظالموں کے لیے نہیں ہوا کرتا " سورہ بقرہ-آیت -124

غصبِ زمین کی سزا مسلم شریف کی روائت :

صحیح مسلم، 642/1،باب حریم الظلم وغصب الارض:

ترجمہ : " جو شخص کسی کی زمین ایک بالشت بھی ظلم سے چھینے گا تو قیامت کے دن اس زمین کے ساتوں طبق طوق بنا کر اسکے گلے میں ڈالے جائیں گے۔"

ہم ایک الگ آرٹیکل میں ان وجوہات کا ذکر کریں گے کہ کیا وجوہات تھیں کہ امام علی نے اپنے دور حکومت میں فدک واپس کیوں نہیں لیا ؟ فی الحال ہم اس مقدمہ میں مدعاعلیہ یعنی(حضرت ابوبکر) کے پیش کئے گئے دلائل(حدیث لانورث) اورجواباً حضرت فاطمہ(ع) کے دلائل پر روشنی ڈالتے ہیں۔

1-نبی(ص) کی بیٹی نے ابوبکر کے دربار میں اپنا حق مانگتے ہوئے بطور دلائل ایک طویل خطبہ دیا تھا جو کہ "خطبہ لمہ " کے نام سے مشہور ہے۔اس خطبہ کو کتاب "السقیفہ" میں ابوبکر جوہری نے ، کتاب "فائق" میں، علامہ زمخشری نے، اورکتاب "النھایہ" میں ابن اثیر جذری نے اور تذکرہ خواص الامہ" میں سبط ابن جوزی نے نقل کیا ہے۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

فیصلہ طلب امور:

عام قانون کے مطابق اس طرح کے مقدمات میں پہلے یہ طے کیا جاتا ہے کہ متنازعہ امور کون کون سے ہیں۔ ثبوت مہیا کرنا کس فریق کی ذمہ داری ہے اور پیش کردہ ثبوت کس قدر مضبوط، مدلّل اور بمطابق قرآن و سنت ہیں نیز مسلمانوں کے تمام فرقوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی اکرم(ص) سے منسوب جو بھی حدیث قرآن سے ٹکرائے وہ دیوار پر پھینک ماری جائے یعنی وہ کسی طور پر قابل قبول نہیں ہے. اسی طرح قانون کا یہ طے شدہ کلیہ ہے کہ ثبوت مہیا کرنا اسکے ذمہ ہوتا ہے جسکا دعوی یا عذر ثبوت چاہتا ہو اگر وہ ثبوت پیش نہ کر سکے تو اسکا دعویٰ یا عذر باطل قرار پاجاتا ہے۔قرآن کریم سے حضرت فاطمہ(ع)کا"حق" ثابت ہے کیونکہ قرآنی احکام جناب سیدہ کےحق میں ہیں اسلئے کہ ازروئے قرآن حکیم، قانون وراثت میں جائیدادِ رسول(ص) کے متعلق کوئی استثناء موجود نہیں ہے لہذا مقدمہ وارثت کے ذیل میں مندرجہ ذیل امور تنقیح طلب ہیں جنکا بار ثبوت مدعا علیہ (حضرت ابوبکر) کے ذمہ ہے۔

1-مدعا علیہ یعنی حضرت ابوبکر پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ثابت کریں کہ حضرت فاطمہ(ع)جو اس دعوی کی مدعیہ ہیں انکو اپنے والد کا ورثہ نہیں پہنچتا اور شرعی و قرآنی قانون وراثت سے اپنے عذر کو اسکے مطابق کریں۔

2-اگر قرآن مجید کا قانون وراثت حضرت فاطمہؑ کےلئے منسوخ ہوا تو کیوں اور یہ کس نے نسخ کیا ؟

3-حضرت ابوبکر کی پیش کردہ روائت" کہ نبیوں کا وارث کوئی نہیں" کو کس ثبوت سے کلام رسول تسلیم کیا جائے ؟

4-کیا صاحبِ قرآن یعنی رسول اللہؐ (ص) نے اس اہم تنسیخ حکمِ قرآن کا اعلان فرمایا،اگر فرمایا تو کب، کہاں،کس موقعہ پر اور کن کےسامنے ؟

5-کیا ایک صحابی کی بیان کردہ روائت قرآن شریف کے مقرر کردہ قانون کو منسوخ کرسکتی ہے؟ اگرکرسکتی ہے تو نذیر(مثال) پیش کی جائے۔

اب چونکہ مندرجہ بالا امورکا تعلق دعوی‌وراثت سےجسکا بارِ ثبوت حضرت ابوبکر کے کاندھوں پر ہے لہذا اب مقدمہ ہبہ میں بھی تنقیح کا بارِ ثبوت بھی حضرت ابوبکر کے ذمہ ہے کیونکہ آپ نے اپنی حکومت کی طاقت کے زور پرحضرت فاطمہ (ع) کو انکی جائیداد سے بے دخل کر دیا۔

بنت رسول کے دعوی فدک کے بعد جناب ابوبکر کے نامکمل عذر اور بے ربط جوابات از فتوح البلدان، المعسودی ص58ج-1، پبلیشر،نفیس اکیڈمی،کراچی۔

*فاطمہ زہرا کا دعوی تھا کہ میرے والد نبی (ص) نے زمین فدک مجھے اپنی زندگی میں عطاکردی تھی اور میں اس جاگیر کی والد کی زندگی ہی میں مالک بن چکی ہوں۔

*عذرِ ابوبکر: خلیفہ نے جواب میں حدیث لانورث.بیان کی۔"نبیوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے "

*حضرت فاطمہ:"اگر جب تم مر جاؤ گے تو تمہارا وارث کون ہوگا "؟ ابوبکر نے جواب دیا " میری اولاد۔"

*سیدہ(ع): "پھر یہ کیا ہے کہ تم ہمارے ہوتے ہوئے رسول اللہ (ص) کے وارث بن گئے ہو ؟"

*ابوبکر:"اے بنت رسول اللہ! خدا کی قسم میں نے تو آپ کے والد سے سونے چاندی یا اورکسی کی وراثت نہیں پائی ہے۔

*سیدہ نے فرمایا۔"خیبر ہمارا حصہ اور فدک ہمارا صدقہ ہے"

*حضرت ابوبکر:" اے بنتِ رسول اللہ! میں نے رسول اللہؐ (ص) سے سنا ہے،فرماتے تھے" یہ وجہ معاش میری زندگی تک کے لئے عطا فرمائی ہے۔جب میں مروں تو اسکو مسلمانوں میں تقسیم کردیا جائے۔" (نوٹ) اسی کتاب کے ص 59 پر منقول ہے کہ زہری سے روائت ہے: اس قول باری: فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ(6:59) ترجمہ:(اور اسپر تم نے اپنے گھوڑے اوراونٹ نہیں دوڑائے تھے) سے مراد فدک وغیرہ قرائے عربیہ ہیں جو رسول اللہؐ(ص) کے لئے مخصوص(یعنی خالصہ)تھے اوراسی صفحہ پرعمر بن عبدالعزیز کا یہ حکم بھی لکھا ہےکہ انہوں نے یہ جائیداد جو اسوقت تک آل مروان کے پاس بحکم حضرت عثمان، تھی اس سے واپس لے کر اسکو پھراسی حالت پر قائم کردی جس حالت پر کہ یہ پہلے تھا. (یعنی واپس حکومتی تحویل میں لے لیا)

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

اب آگے حضرت فاطمہ (ع) کے خطبہ " لمہ " کا ملخص متن ہے۔

سیدہ زہرا: "اے ابو قحافہ کے بیٹے! کیا اللہ کی کتاب میں ہے کہ تمہیں اپنے باپ کی میراث مل جائے اور مجھے اپنے باپ کی میراث نہ ملے، کیا تم نے جان بوجھ کر کتاب اللہ ترک کیا اور اسے پس پشت ڈال دیا ہے جبکہ قرآن کہتا ہے:

وَ وَرِثَ سلیمان دَاوٗد۔

ترجمہ ؛ اور سلیمان داؤد کے وارث بنے۔

وقال فیما اقتص من خبرِ یحیَ بنِ زکریاَ اِذا قال فھب لِی۔

مِن لَدنکَ ولیا یرِثنِي وَیرِث مِن آلِ یعقوبَ)۔

اور یحیٰ بن زکریا (ع) کے ذکر میں فرمایا۔ ترجمہ: "جب انہوں نے خدا سے عرض کی پس تو مجھے اپنے فضل سے ایک جانشین عطا فرما جو میرا وارث بنے اور آل یعقوب کا وارث بنے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں پیغمبروں کی وراثت کے بارے میں کیا حکم ہے۔

سورہ أنبیاء آیت- 78-79

وَدَاوٗدَ وَسُلَیۡمٰنَ اِذۡ یَحۡکُمٰنِ فِی الۡحَرۡثِ اِذۡ نَفَشَتۡ فِیۡہِ غَنَمُ الۡقَوۡمِ ۚ وَکُنَّا لِحُکۡمِہِمۡ شٰہِدِیۡنَ ﴿۷۸﴾ فَفَہَّمۡنٰہَا سُلَیۡمٰنَ ۚ وَکُلًّا اٰتَیۡنَا حُکۡمًا وَّعِلۡمًا ﴿۷۹﴾

ترجمہ: "اور داؤد اور سلیمان (کا حال بھی سن لو کہ) جب وہ ایک کھیتی کا مقدمہ فیصلہ کرنے لگے جس میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کو چرگئی (اور اسے روندھ گئی) تھیں اور ہم ان کے فیصلے کے وقت موجود تھے -۷۸

آیت ۷۹: ترجمہ: " تو ہم نے فیصلہ (کرنے کا طریق) سلیمان کو سمجھا دیا اور ہم نے دونوں کو حکم (یعنی حکمت ونبوت) اور علم بخشا تھا۔"(۷۹)

سورہ مریم آیت 5

وَاِنِّیۡ خِفۡتُ الۡمَوَالِیَ مِنۡ وَّرَآءِیۡ وَکَانَتِ امۡرَاَتِیۡ عَاقِرًا فَہَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ وَلِیًّا۔

ترجمہ :"اور میں اپنے بعد اپنے بھائی بندوں سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے تو مجھے اپنے پاس سے ایک وارث عطا فرما ۔"

یہاں پر ظاہر ہے کہ حضرت یحیٰ (ع) کو اپنے رشتہ داروں سے نبوت کی میراث لے جانے کا خوف تو نہیں تھا بلکہ یہاں بھی یقیناً مالی وراثت ہے۔

اس آیت مبارکہ کے اطلاق میں مالی میراث بھی شامل ہے بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ یہاں وراثت سے مراد حکمت و نبوت نہیں ہے کیونکہ قرآن میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ حضرت سلیمان (ع) کو حضرت داؤد (ع) کی زندگی میں ہی حکمت دے دی گئی تھی۔

سورہ مریم آیت-6

یَّرِثُنِیۡ وَیَرِثُ مِنۡ اٰلِ یَعۡقُوۡبَ وَاجۡعَلۡہُ رَبِّ رَضِیًّا

ترجمہ : "جو میری اور اولاد یعقوب کی میراث کا مالک ہو۔ اور (اے) میرے پروردگار اس کو خوش اطوار بنائیو"

اب ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید، بیٹی کی وراثت کے بارے میں کیا حکم کرتا ہے؟

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

اسلام میں بیٹی کی وراثت کا حکم قرآن کی روشنی میں :

سورہ النساء آیت 7 پارہ 4:

وَ لِلنِّسَآءِ نَصِیب مِمَّا تَرَکَ الوَالِدٰنِ وَ الاقرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنہ اَو کَثُرَ نَصِیبا مَّفرُو ضَروضَا۔"(نساء-۷)

ترجمہ:"عورتوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے خواہ وہ ترکہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ حصہ ہے مقرر کیا ہوا۔"

مذکورہ آیت میں اس بات کا روشن ثبوت ہے کہ ہر بیٹی اپنے ماں باپ کی وارث ہے،لہذا نبی(ص)کی بیٹی کو آنحضرت(ص) کی وراثت سے محروم رکھنا دختر رسول(ص) پر ظلمِ شدید ہے اور قرآن کی مخالفت ہے۔قرآن کی مخالفت اور آل رسول پر ظلم کرنے والا کبھی نجات پاسکتا ہے؟ یقیناً اللہ بہتر توبہ قبول کرنے والا ہے۔ تاہم،ہم صرف قارئین کی اطلاع کیلئے مندرجہ ذیل آیات پیش کرتے ہیں۔

سورہ مائدہ، آیت 45:

وَمَن لَّمْ یَحْکُم بِمَا اَنزَلَ اللہُ فَاو لیک ھُم الظّٰلِمُوْن۔"

ترجمہ:"اور جو اللہ کے اتارے پر (اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب پر) حکم نہ کریں وہ ہی ظالم ہیں ۔"

سورہ النساء آیت- 11:

یوُ صِیکُمُ اللہُ فِی اَوْلَادِکُم لِلذَّ مِثْلُ حَظِّ الاُ نثَیَیْن

ترجمہ:" اللہ تمکو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں واسطے مرد کے ہے مانند حصہ دو عورتوں کے۔"

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے صاحب اولاد کوحکم دیاہے کہ انکی تمام اولاد انکی وارث ہے اور یہ حکم پیغمبر اسلام کے لئے بھی ہے لہذا آنحضرت (ص) کی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا(ع) بھی آنجناب کی وارث ہیں ۔

سورہ النساء آیت-33:

وَلِکُلٍّ جَعلنَا مَوالی مِمَّا تَرَک الوَالِدٰانِ وَالاَ قرِبُون۔آخیر تک:

ترجمہ: "اور واسطے ہر شخص کے مقرر کئے ہیں ہم نے وارث اس چیز کہ چھوڑ گئے ماں باپ اور رشتہ دار۔"

مذکورہ بالا آیات سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے لئے اسکے ترکہ کا وارث بنایا ہے لہذا اس حکم میں پیغمبر اسلام کو بھی شامل کیا گیا ہے اور آنجناب(ص) کی اولاد بھی حضور(ص) کی وارث ہے۔بصورت دیگر قرآن کی مخالفت ہے جو بسببِ ہلاکت ہے، کفر ہے،اطلاعاً دو آیات پیش خدمت ہیں۔

سورہ المائدہ، (پ6)،آیت -44

وَمَن لَّم یَحکُمْ بِمَ اَنْزَلَ اللہُ فَاُولیِکَ ھُمُ الکٰفِرُوْنَ۔

ترجمہ: " جو لوگ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب کے مطابق حکم نہ دیں تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں۔"

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

قرآن کی مخالفت فسق ہے۔ ثبوت ملاحظہ ہو۔

سورہ المائدہ، آیت 47:

وَمَنۡ لَّمۡ یَحۡکُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ۔

ترجمہ: "جو لوگ اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب کے موافق حکم نہ دیں تو ایسے ہی لوگ فاسق ہیں۔" (۴۷)

*آیئے اب دیکھتے ہیں قرآن کے مطابق رسول اللہ سے قرابتدار زیادہ نزدیک ہیں یا پھر مہاجر (صحابہ اور صحابیہ دونوں) یعنی رسول اللہ کو کون زیادہ محبوب ہے؟

سورہ الاحزاب آیت 6 (پ 21)

وَاُولُوا الۡاَرۡحَامِ بَعۡضُہُمۡ اَوۡلٰی بِبَعۡضٍ فِیۡ کِتٰبِ اللّٰہِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُہٰجِرِیۡنَ۔آیت (٦)

ترجمہ: "اور قرابت والے انکے زیادہ نزدیک ہیں بعضوں سے اللہ کی کتاب میں ایمان والوں اور ہجرت کرنے والوں سے۔" (٦)

*بیٹیوں کی وراثت کا نصاب کے بارے میں قرآن کا کیا حکم ہے؟

سورہ نساء آیت۔11 میں اللہ تعالیٰ بیٹیوں میں وراثت کی تقسیم کا نصاب کے بارے میں فرماتا ہے۔

ترجمہ: "اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں، بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں برابر پھر اگر نری لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے اوپر تو انکو ترکہ کی دو تہائی اور ایک لڑکی تو اسکا آدھا۔" (آخیر تک)

مذکورہ آیت میں جو حکم ہے وہ ہر قرابت دار کے لئے ہے اور نبی (ص) کی اولاد بسبب قرابت کے اس حکم میں داخل ہے، اولاد نبی (ص) کو اس قرآنی حکم سے خارج کرنا اولاد نبی (ص) کے ساتھ ناانصافی اور ظلم شدید ہے کیونکہ قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت موجود نہیں کہ آنحضرت (ص) مذکورہ آیت میں دیئے گئے حکم سے مشتثنیٰ ہیں یا رسول اللہ پر ان آیات میں دیئے گئے حکم کا اطلاق نہیں ہوتا۔

سورہ بقرہ آیت 282:

ترجمہ: "اور بنا لیا کرو دو گواہ اپنے مردوں میں سے اور اگر نہ ہوں دو مرد تو ان لوگوں میں جن پر تم راضی ہو ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بنا لو تاکہ اگر ایک کوئی بات بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے۔" ۲۸۲

مذکورہ بالا آیت میں دو عورتوں کی گواہی کے ساتھ لفظ "اگر" استعمال ہوا ہے یعنی ایک عورت "اگر" بھول جائے تو "اُسے" دوسری عورت یاد دلادے۔ یہ شرط اس لئے لگائی گئی ہے کہ "اگر بھول جائے" وگرنہ نہ بھولے تو ایک عورت کی گواہی بھی کافی ہے۔ جیسا کہ آگے "احادیث" کے مضمون میں چل کر ہم ذکر کریں گے کہ رسول اللہ (ص) نے بغیر کسی گواہی کے ایک تنہا عورت کی گواہی قبول کرکے ان میاں بیوی کو الگ کردیا تھا اور جہاں تک حضرت فاطمہ (ع) کا سوال ہے ان جیسی راست گو، سچی خاتون جنکو صرف دیکھ کر ہی نجران کے یہودی مباہلہ سے دستکش ہوجائیں یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ کوئی بات بھول جائیں یا یہ کہ وہ نعضووباللہ کوئی غلط بیانی کریں جنکی مداحت میں آیت تطہیر کا نزول ہو اور جنکے متعلق حضرت عائشہ کی گواہی کہ فاطمہ زہرا (ع) "صدیقہ" ہیں اور بقول اہلسنت حضرات "ایک حصہ دین ابن حُمیرا یعنی حضرت عائشہ سے لو، وہ فرماتی ہیں۔

ترجمہ: "میں نے سوائے نبی کریم (ص) کے فاطمہ زہرا (ع) سے زیادہ سچا کوئی نہیں دیکھا، سیدہ زہرا (ع) اور بی بی عائشہ (ر) میں کوئی اختلاف ہوتا تھا تو جناب کہتیں کہ یا رسول اللہ (ص) آپ فاطمہ زہرا (ع) سے پوچھیں وہ جھوٹ نہیں بولیں گی۔" ثبوت از معتبر کتب اہلسنت اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

۱-المستدرک علی الصحیحین،ص163/3از امام عبداللہ حاکم نیشاپوری،مطبوعہ دکن،انڈیا ۔

۲-حلیہ الاولیاء،ص42/2، مولف ابی نعیم اصفہانی۔

۳-اکمال فی اسماء الرجال،صاحب المشکوۃ،ص29،باب ذکر فاطمہ بنت رسول اللہؐ مطبوعہ کانپور،انڈیا۔

دوسری قابل غور بات ہے کہ مندرجہ بالا سورہ بقرہ ۲۸۲ میں مردوں کی گواہی کے لئے "اپنے دو مردوں" کو گواہ بنانے پر زور دیا گیا ہے۔ اس آیت سے حضرت ابوبکر اور انکے روایتی وکلاء کے اس حکم/رائے اور استدلال کا بطلان بھی ہوتا ہے کہ بیوی کے حق میں شوہر کی گواہی غیر معتبر ہے کیونکہ آیت میں "اپنے دو مردوں" کو گواہی دینے کے لئے کہا گیا ہے نہ کہ باہر کے مرد، گو کہ اس آیت کے مفہوم میں قریبی قرابتدار، دوست، منجملہ دیگر مسلیمین بھی شامل کیئے جاسکتے ہیں۔

سورہ مائدہ آیت 106:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِیْنَ الْوَصِیَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَیْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةُ الْمَوْتِ

تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَیُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِیْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِیْنَ

مذکورہ سورہ مائدہ آیت ۱۰٦ میں گواہی کے لئے "دو عادل لوگوں"کا حکم کیا گیا ہے، یہاں پر ایک معتبر مرد اور دو معتبرعورتوں کی پابندی نہیں لگائی گئی۔ یہاں پر دو معتبر لوگ، دو مرد بھی ہوسکتے ہیں۔ کیا ایک معتبر مرد اور ایک معتبر عورت بھی نہیں ہوسکتے؟ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے گواہی کے لئے gender یعنی مرد اور عورت کی تخصیص یا تفریق نہیں رکھی لہذا حضرت ابوبکر کا فیصلہ قرآن کی اس آیت کے بھی خلاف ہے اگر وہ چاہتے تو مذکورہ آیت ہی کو سامنے رکھ کر حضرت فاطمہ زہرا (ص) کے حق میں فیصلہ دے سکتے تھے بشرطیکہ دل دنیاوی فوائد کے لالچ اور بغضِ علی سے آزاد ہوتا تو شائد گواہیاں مانگنے کی ضرورت ہی نہ پیش آتی۔

اب چلتے ہیں آحادیث کی جانب،اور ثابت کریں گے کہ اوّل تو حدیث لانورث قطعی مضوعی وخودساختہ ہے جو کہ قرآنی احکامات کے کلی طور پر برخلاف ہے پھر بھی فدک کے مقدمہ کا فیصلہ سنتِ رسول (ص) کے عین مطابق ایک مرد کی گواہی اورقسم پر، یا ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی اور صرف قسم پر بھی حضرت فاطمہ کے حق میں کیا جاسکتا تھا جیسا کہ آگے مختلف احادیث نبوی سے ثابت کیا جائے گا۔

حدیث لا نورث:

1-احادیث کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ بات ڈھکی چھپی ہوئی نہیں ہے کہ حضور(ص) ایک ہی مضمون کو مختلف اوقات پر بار بار بیان کیا کرتے تھے اور آپ(ص) کی احادیث ایک دوسرے کی مواثق و مصدق ہوتی ہیں-لیکن حیران کن بات ہے کہ مذکورہ حدیث (لا نورث) اپنی نوعیت کی واحد حدیث ہے کہ اسکے موافقتی مضمون کی کوئی دوسری حدیث ٹٹولے سے بھی نہیں ملتی اسکی تصدیق، تائید و توثیق کسی بھی دوسری حدیث سے نہیں ہوتی لہذا یہ مجرد حدیث خود بتاتی ہے کہ صرف موقعہ کی نزاکت کے مطابق اسے بعدِ نبی (ص)وضع کیا گیا۔ نہ ہی یہ مطابق قرآن ہے بلکہ یہ صریحًا مخالفت قرآن ہےاور نہ ہی یہ سنتِ رسول سے مصدقہ ثابت ہوتی ہے۔

2-مدعا علیہ یعنی حضرت ابوبکر کے سوا اس حدیث کا کوئی دوسرا راوی نہیں ہے:-

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ مدعا علیہ یعنی حضرت ابوبکر کے سوا اس حدیث کا کوئی دوسرا راوی نہیں ہے،اگر حضرت عمریا حضرت عائشہ یا کسی‌اور راوی نے بھی اگر یہ حدیث بیان کی ہے تو حضرت ابوبکر سے نہ کہ براہ راست حضور (ص) سے سنا۔اب چونکہ حضرت ابوبکر خود فریق ہیں اور وہ ایک ایسی حدیث سناتے ہیں جو صریحًا خلافِ قرآن ہے اس لئے قرآن کے حکم کوتسلیم کرنا پڑے گا اور حدیث کی تکذیب، تصدیق کتابِ خدا کے لئے ضروری ہے۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

3-حدیث "لا نورث ما ترکنا صدقۃ" ایسی حدیث ہے جسکا خود اپنا شہادت کا نصابِ نامکمل ہے:

(الف) مذکورہ حدیث واحد حدیث ہے کہ جس کا کوئ دوسرا راوی نہیں ماسوائے حضرت ابوبکر کے۔حضرت عمر کیساتھ کھینچ تان کر اگر حضرت عائشہ کو شامل کر بھی لیا جائے تو پھر بھی راویِ حدیث کے کلیہ کے مطابق شہادت کا نصاب پورا نہیں ہوتا. پہلے اس حدیث کا تو نصاب مکمل کریں۔ یہ ہی وجہ ہے کہ حضرت عباس اور حضرت علی (ع) نے بھی اس حدیث کو جھٹلایا ہے۔

ترجمہ: "ایک موقعہ پر جناب عمر نے حضرت علی (ع) اور جناب عباس سے کہا تھا کہ میں نے پیغمبر (ص) سے سنا ہے کہ آنجناب (ص) نے فرمایا تھا کہ ہمارا کوئ وارث نہیں ہوتا تاہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ پس تم دونوں نے ابوبکر کو جھوٹا، گناہگار اور خائن سمجھا۔" اہلسنت کی کتب سے ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

(1) کنز العمال، ص 52، ج 4، ذکر میراث النبی،

(2) السنن الاکبرا، ص 298، ج 6، کتاب قسم الفیٔ،

(3) نیل الاوطار، ص 88، ج 6، ذکر میراث النبی

(ب) صحیح مسلم اور سنن الکبریٰ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: " (ایک موقعہ پر جناب عمر نے حضرت علی (ع) اور جناب عباس سے کہا تھا) کہ ابوبکر نے کہا تھا کہ میں نے پیغمبر سے سنا ہے کہ آنجناب نے فرمایا تھا کہ ہمارا کوئ وارث نہیں ہوتا ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے پس تم دونوں نے ابوبکر کو جھوٹا، گناہگار اور خیانت کار سمجھا۔"

(ج) نیل الاوطار کی عبارت ملاحظہ ہو:

ترجمہ: " جناب عمر نے حضرت علی(ع) اور حضرت عباس (ر) کی طرف نسبت دی ہے کہ یہ دونوں بزرگوار (مسئلہ میراث نبی میں) اپنے مخالف کے ظلم کا اعتقاد رکھتے تھے جیسا کہ اسکا تذکرہ صحیح بخاری میں ہے۔"

4-حدیث (لا نورث) کا موقعہ و محل نامعلوم ہے:

حدیث روائت کرنے کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اسکے موقعہ.بیان کا ذکر ضرور کیا جاتا ہے کہ فلاں واقعات تھے یا ایسا موقعہ تھا جب یہ حدیث ارشاد ہوئ،جسطرح حدیث منزلت، حدیث غدیر، حدیث ولایت اور حدیث ثقلین وغیرہ کےواقعات و مواقع بہت وضاحت کیساتھ.بیان کئے گئے ہیں لیکن حضرت ابوبکر نے اس حدیث کو.بیان کرتے وقت اس.بات کو نظر انداز کردیا اور یہ وضاحت بھی نہیں کی ہے کہ کن حالات اور کیسے واقعات کے تحت یہ نام نہاد حدیث.رسول اللہ (ص)نے ارشاد فرمائ۔اسکے مضمون سے تو یہ قیاسی اندازہ ہوتا ہے کہ اس حدیث کو مرض آخری کے آیام.میں ارشاد کیا ہو لیکن مرض الموت کے دوران کی احادیث میں اسکا کہیں ذکر موجود نہیں ہے۔خیبر و فدک کے حصول کے وقت بھی اس حدیث کے.بیان کا موقعہ خیال کیا جا سکتا ہے لیکن اس وقت کی تمام احادیث میں بھی کوئ تذکرہ نہیں ملتا یا پھر آیاتِ وراثت کے نزول کا وقت اس موضوع کے لئے مناسب سمجھا جا سکتا تھا.جہاں وضاحت کیساتھ پیغمبر (ص) یہ واضح فرما سکتے تھے کہ ہم پیغمبراور ہماری اولادیں ان آیات کے احکامات سے باہر ہیں۔ایسےمواقع جس پر اس حدیث کا اظہار وقت کا تقاضا تھا ایسی حدیث سے خالی نظر آتے ہیں تو پھر یہ لازمی ہوجاتا ہے کہ کس ناموزوں و ناگہانی ساعت میں اس حدیث کو حضور(ص) نے اپنے وارثوں کوچھوڑ کر صرف حضرت ابوبکر سے سرگوشی فرمائ۔ یہ ہی وجہ ہے کہ حضرت فاطمہ(ع) نے دوران بحث ابوبکر کو ایساآڑے ہاتھوں لیا کہ وہ عارضی طور پرعقلاً گنگ ہو گئے اور عجلت میں یہ بات کہہ دی گئ نہ کوئ تفصیل سوجھی اور نہ کوئ تشریح اور نہ ہی کوئ سیاق و سباق یاد رہا۔اگر کوئ محل.بیان ہوتا تو ظاہر کیا جاتا۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

5-اہل تشیع اور اہلسنت کا اتفاق ہے کہ جو حدیث قرآن کے مخالف ہو اسے ٹھکرا دیا جائے۔ جناب ابوبکر کی پیش کردہ حدیث کہ انبیاء لاوارث ہیں، مذکورہ دس عدد آیاتِ قرآن کے مخالف ہے اور جو حدیث کسی ایک آیت کے بھی مخالف ہو اسے تو دیوار پر دے مارنا چاہئے۔ پس حضرت ابوبکر کی بیان کردہ مذکورہ حدیث ہرگز ہرگز قابل قبول نہیں۔ اسکو دیوار پر دے مارنا چاہیئے۔

6-حضرت فاطمہ کے دعوی کی تردید میں حضرت ابوبکر نے تین عذر تراشے۔

اوّل یہ کہ دعوی ہبہ کی شہادت کا نصاب ناکافی ہے۔

دوم یہ کہ نبی (ص) کی اولاد ترکہ سے محروم ہوتی ہے۔

سوم: یہ کہ اس طریقے کو جو زمانۂ رسول میں رائج تھا بدلنا نہیں چاہتا۔

باقی کے اعتراضات حضرت ابوبکر کے وکلاء نے وضع کیئے ہیں کہ اولاد کی شہادت اپنے والدین کے حق میں ناقابل قبول ہوتی ہے، یا شوہر اپنی بیوی کا گواہ نہیں ہوسکتا یا کمسن کی گواہی قابل اعتبار نہیں وغیرہ۔

7-اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر کے پاس اگر حدیث نولارث تھی تو پھر شہادتیں طلب ہی کیوں کی گئیں؟ اور شہادات کے نصاب کا نامکمل ہونے کا بہانہ بنا کر جاگیر کیوں غصب کرلی گئ؟ گو کہ شہادت (گواہی) کا نصاب سے زائد شہاداتیں پیش کی گئیں تھیں، بیان فتوح البلدان، تفسیر کبیر، وفاءالوفاء کے مطابق فاطمہ زہرا(ع) نے فدک پر مندرجہ ذیل گواہان پیش کئے تھے۔

۱-حضرت علی(ع) (۲) امام حسن(ع) (۳) امام حسین (ع) (4) نبی کریم (ص) کا غلام رباح (۵) نبی کریم کی کنیز ام ایمن- یہ پانچ عدد گواہ مطلوبہ مقدار سے زیادہ ہیں نیز امُ کلثوم اور اسماء بنت عمیس کا ذکر بھی فدک کے گواہوں میں ملتا ہے۔

8-حضرت حسنین (ع) کی شہادت بقول ابوبکر اور انکے وکلاء کے، انکی کمسنی کے باعث، قابل اعتبار نہیں تسلیم کی جا سکتیں تو جناب ابوبکر کے ایک سمجھدار نواسہ جو صرف تین برس کی عمر میں جنگ خندق کا راوی ہے۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں: اہلسنت کی کتاب صحیح مسلم شرح نووی ص 281/2 باب فضائل زبیر عبداللہ بن اسماء بنت ابوبکر نے جنگ خندق میں اپنے باپ زبیر کا حال بیان کیا ہے اور ابن زبیر پہلی ہجری میں پیدا ہوے، جنگ خندق چار ہجری میں ہوئ لہذا جب اس نے جنگ دیکھی تو انکا سن چار سال کا تھا تو کمسنی کے باوجود بخاری و مسلم نے انُ سے احادیث اپنے صحیفہ میں جگہ دی۔

9-رسول اللہ(ص) بغیر گواہ کے بھی مدعی کے حق میں فیصلے فرماتے تھے۔ صحیح مسلم، ص 231 تا 233 ج 1، مطبوعہ لاہور،

10-رسول اللہ (ص) ایک گواہ اور قسم سے بھی فیصلے فرماتے تھے۔ (1) سنن ابن ماجہ ، ص 173 باب القضا (2) بالشاہدوالیمین-(3)مسند امام شافعی ص 179 ، کتاب الاحکام فی الاقضیہ۔جیسا کہ مندرجہ ذیل کے واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی (ص) نے بغیر کسی گواہ کے ایک عورت کے بیان پر فیصلہ اسکےحق میں کیا۔ صحابی رسول حضرت عقبہ بن حارث نے ایک خاتون غنینہ سے نکاح کرلیا ایک عورت نےان سےکہا کہ میں نے تمہیں اور تمہاری منکوحہ کو اپنا دودھ پلایا ہے۔عقبہ نےکہا کہ مجھے اس بات کا علم نہیں ہے اور نہ تم نے پہلے کبھی مجھ سے یہ بات کہی، یہ لوگ نبی اکرم(ص) کے پاس حاضر ہوے اور سارا ماجرا بیان فرمایا،دودھ پلانے والی تن تنہا یہ واقعہ بیان کر رہی تھی،دوسرا کوئ گواہ اسکی گواہی نہیں دے رہا تھا۔نبی اکرم(ص) نے رضاعت کے بارے میں اس عورت کا کہا ہوا بغیر کسی گواہی طلب کیئے ہوئے تسلیم فرمایا۔اس عورت غنیہ کو عقبہ کی رضاعی بہن قرار دیا،عقبہ نے غنیہ کو چھوڑ دیا اور دوسری جگہ نکاح کرلیا۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

11-خود جناب ابوبکر جب موڈ میں ہوں تو اپنی نمائش کے لئے بناء کسی گواہ کے بھی فیصلے فرماتے تھے۔بخاری، ج 4، ص 279، ح،365، تاج کمپنی، کراچی۔
ترجمہ: " جابر کہتے ہیں آنحضرت (ص) نے (مجھ سے) فرمایا بحرین سے اگر روپیہ (مال) آئیگا تو میں تجھکو اتنا اتنا اتنا (تین بار لپ بھر کر) دوں گا۔ وہ روپیہ (مال) نہ آیا اور آپ (ص) کی وفات ہو گئ (ابوبکر کی خلافت میں) جب بحرین کا روپیہ (مال) آیا تو ابوبکر نے منادی کا حکم دیا اس نے یوں منادی دی، آنحضرت (ص) نے کسی سے وعدہ کیا ہو یا اسکا قرض آپ (ص) پر آتا ہو تو وہ ہمارے پاس آئے تب میں نے جاکر یہ کہا کہ آنحضرت (ص) نے مجھکو اتنا اتنا روپیہ (مال) دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ابوبکر نے مجھے تین لپ بھر کر روپے دیئے۔"
12-جناب ابوبکر و عمر و عثمان ایک گواہ اور قسم سے بھی فیصلے کرتے تھے۔ دیکھئے اہلسنت کی معتبر کتاب کنز العمال ص 48/4 (2) سنن الکبریٰ کتاب الشہادات۔اور اکثر وبیشتر دعویٰ بغیر گواہ کے بھی قبول کر لیا کرتے تھی۔ (بخاری ، ص 96،ج 3، کتاب الکفالہ، باب تکفل عن میت دنیا،مسلم شریف، 291/2 باب شل رسول اللہ۔
13-صحہ ستہ اور دیگر اہلسنت کی کتب سے روائت بتاتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے اپنی خاص ملکیت میں سے دیگر افراد کو بھی اراضیات ہبہ کی تھیں اور جائیداد عطا فرمائ تھیں ان میں خود حضرت ابوبکر، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبدالرحمن بن عوف وغیرہ شامل ہیں لیکن تعجب خیز امر ہے کہ حاکم وقت حضرت ابوبکر نے کسی بھی شخص سے یہ زمینیں واپس نہ لیں جو جو کسی کے پاس تھا اسکو چھوڑا نہ گیا، ازواج سے مکانات واپس نہ لئے گئے مگر صرف سیدہ زہرا (ع) کی املاک پر قبضہ کر لیا اور انکو بے دخل کیا گیا۔ حضرت زبیر کو نبی(ص) خیبر میں سے جاگیر عطا کی، (فتوح البلدان،از بلاذری،حصہ اوّل، ص 55)
14-خصوصاً حضرت عائشہ کے بارے میں مرقوم ہے کہ " اسماء بنت ابوبکر نے قاسم بن محمد اور عبداللہ بن ابی عتیق سے کہا مجھے اپنی بہن عائشہ کے ترکہ میں سے غابہ (مدینہ سے متصل ایک گاؤں) میں کچھ جائیداد ہاتھ آئ مجھے معاویہ اسکے بدل ایک لاکھ دیتا تھا، میں نے نہیں بیچی۔تم لے لو دونوں۔"
بخاری شریف، مطبوعہ، احمدی لاہور، کتاب الھبہ،باب ہبہ الوحد للجماعۃ، تیسرالباری ترجمہ مولوی وحید الزماں کا حاشیہ) اب غور فرمائیں حضور نے کچھ چھوڑا نہیں اور حضرت عائشہ کو محروم المیراث رکھا گیا تو پھریہ لاکھ بھر کی زمین جو انکی بہن کو ورثہ میں ملی کہاں سے آگئ اور کون سی شرعی دلیل سے آپکے قبضہ میں تھی؟ بی بی عائشہ کا اسقدر مالدار ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ان پر حکومت کی طرف سے کوئ مالی عتاب نہ ہوا۔ البتہ اُنکی میراث کے مطالبہ کو التواء میں ضرور رکھا گیا جو کچھ عرصہ بعد پورا کر دیا گیا۔دیکھئے کسطرح:
15۔ترجمہ: "حضرت عمر نے اپنی خلافت میں یہودیوں کو نکال کر (اپنی ذاتی رنجش کی بنا پر، فتوح البلدان ج ا،ص 54، نفیس اکیڈمی کراچی) خیبر کی زمین تقسیم کردی اور آپ کی بی بیوں سے کہا پانی اور زمین لو یا جو آنحضرت (ص) کے زمانے میں ملا کرتا تھا وہ لو، کسی نے زمین لینا پسند کیا کسی نے کہا ہم کو وسق دیا کرو، حضرت عائشہ نے زمین لی تھی۔"

(ا)بخاری شریف، ص 367، ج 3، حدیث 521،تاج کمپنی۔ نوٹ: بخاری کی اسی جلد 3،ص 593 پر ہے کہ خیبر نبی (ص) کی خاص جائیداد تھی۔
(۲) فتوح البلدان، از البلاذری، ص 55، حصہ اوّل، نفیس اکیڈمی، کراچی

16-اس حدیث کا من گھڑت اور بناوٹی ہونے کے لئے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ اس حدیث کے راوی یا توحضرت ابوبکر ہیں یا انکی صاحبزادی حضرت عائشہ اور حضرت عمر ۔(یاد رہے، شہادت کا نصاب یہاں بھی نامکمل ہے، ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی پر مذکورہ حدیث کھڑی ہے جبکہ حضرت عائشہ نے بھی اس حدیث کی تصدیق نہیں کی جیسا کے آگے بیان میں آئیگا۔ تمام مسلمان حتیٰ کہ تمام امہات المومنین تک مذکورہ حدیث رسول اللہ(ص) سے ناواقف تھیں جسکی دلیل

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

یہ ہے کہ آنحضرت(ص)کی تمام ازواج بشمول حضرت عائشہ نے حضرت ابوبکر سے حقِ وراثت مانگا۔

17- جناب ابوبکر کی بیان کرہ مجرد حدیث "ماتر کنا صدقہ" کو خود آنحضرت کی ازواج نے بھی جھٹلایا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

ترجمہ:" راوی عرؤہ بن زبیر کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے کہا کہ خیبر اور فدک میں رسول اللہ (ص) کا جو حصہ تھا ازواج مطہرات نے اس میں سے اپنی میراثوں کا مطالبہ کرنے کے لئے حضرت عثمان کو حضرت ابوبکر کے پاس بھیجا تھا اور وہ ابوبکر سے اپنا آٹھواں حصہ مانگتی تھیں اس مال فئ سے جسے اللہ نے اپنے نبی(ص) کو ملکیت کے لئے دیا تھا اور میں (حضرت عائشہ) ازواج نبی کو روکتی تھی کہ خدا سے ڈرو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضور(ص) نے فرمایا ہے ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے اسکا کوئ وارث نہیں۔"

نوٹ: حدیث مذکورہ سے روشن ثبوت ملتا ہے کہ نبی اکرم(ص) کی ازواج حضرت ابوبکر کو میراث نبی(ص) کی نفی کرنے والی حدیث بیان میں حق بجانب نہیں سمجھتی تھیں ورنہ وہ حضرت عثمان کو اپنے حصہ کی خاطر حضرت ابوبکر کے پاس نہیں بھیجتیں۔اہلسنت تمام ازواج نبی کو معتبر سمجھتے ہیں تو جسے ازواج نبی حق بجانب نہیں سمجھتیں تو اہلسنت کے نزدیک وہ حق بجانب نہیں ہے۔ ریفرنس اہلسنت کتب:بخاری ص90،ج5 باب حدیث بنی نضیر، (۲) مسلم شریف،ص 72، باب 3، حکم الفئ،(۳)سنن ابی داؤد ص145 ج3 (۴)شرح ابن ابی الحدید نہج البلاغ،ص115، ج 14، ذکر فدک (۵)البدایہ و النھایہ،ص 285 ج 5، ذکرمیراث النبی (٦) مدارج النبوۃ ص۴۴۵ ج۲ ذکر تقسیم میراث النبی (۷) صواعق محرقہ،ص 22، ذکر طعن غصب فدک۔

18-اسی سے ملتی جلتی کچھ مختلف الفاظ کے ساتھ مذکورہ حدیث فتوح البلدان، مولف البلاذری،حصہ اول، ص 57، ج۔2، حصہ اول،نفیس اکیڈمی،کراچی میں بھی ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

"عروہ بن زبیر نے کہا کہ خیبر اور فدک میں رسول اللہ کا جو حصہ تھا ازواج مطہرات نے اس میں سے اپنی میراثوں کا مطالبہ کرنے کے لئے حضرت عثمان کو (حضرت) ابوبکر کے پاس بھیجا، (حضرت) عائشہ نے یہ سن کر کہا؛ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتیں؟ کیا تم نے رسول اللہ (ص) کو یہ فرماتے نہیں سنا کہ ہماری کوئ میراث نہیں ہے؟ اور یہ کہ ہم نے جو کچھ چھوڑا ہے صدقہ ہے اور میری رحلت کے بعد اسکا ہے جو والی امر ہو۔ یہ سن کر وہ سب خاموش ہو گئیں۔

19-جناب عائشہ نے بھی جناب ابوبکر کی بیان کردہ حدیث کی تصدیق نہیں کی اور اپنا حقِ میراث طلب کیا: ثبوت ملاحظہ فرمائیں:مدارج النبوۃ، ص445 ،ج2-

ترجمہ:"جناب عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے وفات رسول(ص) کے بعد اپنا حق میراث طلب کیا آنجناب کے اس ترکہ سے جو خیبر فدک اور اموال بنی النضیر سے تھا لیکن حضرت ابوبکر نے انہیں کچھ بھی نہ دیا اور انہیں وہی جواب دیا جو دوسری ازواج نبی(ص) کو اور فاطمہ بنت رسول اللہ(ص) کو دیا تھا۔"

اس حدیث سے ثابت ہوگیا کہ جناب عائشہ بھی میراثِ نبی(ص)کی قائل تھیں اور بخاری والی حدیث میں چونکہ انکے والد کا موقف بہت ہی کمزور تھا لہذا اہلسنت مورخین نے از خود حضرت عائشہ کی گواہی بنا کر بی بی عائشہ کے سر تھوپ دیا ورنہ اگر حدیث "ما ترکنا صدقہ" کی گواہ خود حضرت عائشہ تھیں تو اُم المومنین حضرت عائشہ اپنے لئے میراثِ نبی(ص) ہرگز طلب نہ کرتیں۔

20-پھر ایک طالب علم خلیفہ سوم حضرت عثمان سے سوال پوچھنے میں حق بجانب ہے کے قرآن و حدیث،اور کس قاعدے قانون کے تحت یہ باغ فدک حضرت عثمان نے اپنے سمدھی مروان بن حکم لعنت اللہ کو بخش دیا تھا ؟؟؟جو کےخلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے دورِ خلافت میں واپس اسی حالت میں پھیر دیا جس حالت میں پہلے تھا یعنی واپس حکومتی تحویل میں لے لیا.(تاریخ الخلفاء، مولف سیوطی، ص 333، ناشر،مدینہ پبلشنگ،کراچی)

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

21-عباسی دورِ خلافت میں عباسی خلیفہ مامون الرشید کے زمانے میں اہلسنت کے علماء اور مشائخ کی طویل بحث و مباحثہ کے بعد، علماء کرام نے فیصلہ دیا کے جاگیر فدک اہل فاطمہ کا حق تھا جو ان سے چھینا گیا تھا پس مامون رشید نے جاگیر فدک آل فاطمہ کو لوٹا دی، تاہم ماموں رشید کے مرنے کے بعد جب ماموں کے بھائی محمد بن الرشید (المعتصم باللہ) کو حکومت ملی تو جاگیر فدک پھر آل فاطمہ سے چھین لی گئ۔ (فتوح البلدان،ص 60، حصہ اوّل،ج،۲، نفیس اکیڈمی،کراچی)

22-رسول اللہ (ص) نے خیبر آدھی بٹائ پر اہل خیبر کے پاس رہنے دیا تھا جو عہد رسالت سے حضرت عمر کی خلافت کے ابتدائ زمانے تک ان ہی کے پاس رہا، ایک دفعہ انکے صاحبزادے عبداللہ بن عمر ایک ضرورت کے تحت رات کو خیبر آئے تو اہل خیبر نے رات کو کسی وجہ سے حملہ کردیا اور جس سے انکی ٹانگ ٹوٹ گئی، اس پر حضرت عمر نے تمام اہلیانِ خیبر کو خیبر سے نکال دیا اور یہاں کی زمینیں ان مسلمانوں میں تقسیم کردیں جو غزوہ خیبر میں شریک ہوئے تھے اور ازواج مطہرات کے بھی حصے مقرر کئے اور انہیں اختیار دیدیا کہ چاہے نخلستانی زمین لیں، چاہے زراعتی وہ انکے اور انکے رشتہ داروں کے ورثہ کے لئے ہوگی (۱) فتوح البلدان ص-54،ج 2، حصہ اوّل،نفیس اکیڈمی،کراچی حضرت عائشہ نے اپنے لئے زمین لی(بخاری،ص 367، ج3 حدیث521، تاج کمپنی)۔

23-حضرت عائشہ سے مروی روائت ہے کہ سیدہ فاطمہ زہرا نے غضبناک ہو کر حضرت ابوبکر سے بات تک نہ کی اور جنازے سے دور رکھا. ذرا سوچنے کی بات ہے کہ کیا خاتونِ جنت نے حضرت ابوبکر سےاس چیز کا مطالبہ کیا جو انکا حق نہیں تھا ؟ اور حضرت ابو بکر نے آگے سے وہ حدیث سنائی جو سیدہ زہرا (ع) کے متعلق ہو اورسیدہ زہرا (ع) (بشمول ازواجِ مطہرات) کو پتہ ہی نہ ہو، نیز فدک حضور کی زندگی میں ہی سیدہ زہرا (ع) کے پاس تھا جو پہلے خلیفہ نے چھین لیا. کیا حضور پاک (ص) ایسا کرسکتے ہیں کہ فدک جناب سیدہ (ع) کو دیکر اسکے خلاف حدیث سنا دیتے ؟ نیز رسول اللہ (ص) کی وفات کے بعد انکی دیگر ازواج نے بھی آپ (ص) کی بطور وارثت خیبر کی جائیداد میں سے اپنا حصہ مانگنے کے لئے عثمان کو ابوبکر کے پاس بھیجا۔ ابوبکر نے ان کو بھی انکار کردیا، جب ازواج نے احتجاج کیا تو حضرت عائشہ کے ذریعہ وہ ہی من گھڑت حدیث سنا کر خاموش کروادیا گیا- (فتوح البلدان مولف البلازری ج اول ص -57-56 اردو ایڈشن) اب سوال یہ پیدا ہوتاہے کہ اگر نبی کی کوئ وراثت نہیں ہوتی تو پھر کس قائدہ ، قانون کے تحت حضرت عمر نے اسی فدک کی جائیداد کو عائشہ، حفصہ، دیگر ازواج اور اپنے قریبی ساتھی فوجیوں میں بحیثیت وارثت تقسیم کردیا؟

۱-بخاری، ج-3،ص 367، حدیث 521، مطبوعہ تاج کمپنی، کراچی،(۲) فتوح البلدان، مولف البلاذری، ص،55،ج-2، حصہ اوّل۔

نبی اکرم(ص) کے فیصلوں سے کہیں بھی اس بات کا اظہار نہیں ہوتا کہ آپ(ص) نے عورت کو آدھا وجود تسلیم کیا ہو۔آپ(ص) نے عورت کو بھرپور عزت و احترام عطا فرمایا اور انہیں وہ حقوق عطا فرمائے جو آج سے سو برس قبل تک بھی غیراسلامی معاشروں میں عورت کو حاصل نہ تھے۔

یہ شرف بھی ایک عورت ہی کو ... اُم المومنین حضرت خدیجہ (ع) کو حاصل ہے کہ آپ(ع) نے سب سے پہلے حضرت محمد (ص) کی رسالت کی گواہی اس وقت دی جب کوئ دوسرا صحابی ایمان تو لانا درکنار بلکہ سب ہی آنحضرت کے جان کے دشمن بنے ہوئے تھے۔

24-جناب حضرت ابوبکر کا بسترِ مرگ پر اپنی غلطیوں کا اعترافی بیان:

"آپ (ابوبکر) نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "...میں نے تین خطاؤں کے سوا کسی امر میں خطاء نہیں کی، وہ تین باتیں بھی ایسی تھیں جن کے سرزد ہونے کے بعد میں نے انہیں فوراً ترک کر کے " توبہ" کرلی تاہم مجھے افسوس رہا کہ ایسی تین خطائیں بھی سرزد کیوں ہوئیں اور یہ افسوس رہا کہ ایسے معاملات میں رسول اللہؐ (ص) کی رائے مبارک معلوم نہ کر سکا تھا۔

خطا نمبر(۱) ان تین خطاؤں میں ایک خطاء تو یہ ہے کہ میری زندگی میں فاطمہ زہرا(ع) بنتِ رسول اللہؐ (ص) کا دروازہ توڑا گیا۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

خطاء نمبر (۲) دوسری خطاء میری یہ ہے کہ میں نے فجار کو یا تو قتل کردیا یا قطعاً معاف کردیا۔

خطاء نمبر(۳) تیسری بات یہ ہے کہ میں نے یوم سقیفہ کی ذمہ داری ایک ایسے شخص پر چھوڑ دی جو خود امیر اور میں اسکا نائب تھا-ان پہلی تین فروگزاشتوں کے علاوہ تین اور باتیں یہ ہیں جن پر مجھے ہمیشہ افسوس رہے گا۔ (۱) ایک بات تو یہ ہے جب اشعث بن قیس کو قید کر کے میرے سامنے لایا گیا تو میں نے فوراً بغاوت کے الزام میں اس کی گردن مروادی حالانکہ وہ بانیِ شر نہیں تھا بلکہ اس نے اہل شر کی اعانت کی تھی۔(۲) ایک بات یہ کہ میں عمر بن خطاب کے ساتھ مشرق کی طرف گیا اگرچہ مشرق و مغرب یا شمال و جنوب میں میرا کہیں آنا جانا صرف فی سبیل اللہٰ ہی ہونا چاہئے تھا۔ (۳) ان دو باتوں کے علاوہ تیسری بات یہ ہے کہ جب میں جیشِ ردہ کے لئے سامان فراہم کر کے اسے روانہ کردیا تو خود اپنے مکان پر واپس آکر صرف مسلمانوں کے سلام لیتا رہا، حالانکہ مجھے اس لشکر میں نہ صرف شریک بلکہ اس کے آگے آگے ہونا چاہیے تھا.." انہوں نے مزید فرمایا:

۱- کاش میں رسول اللہٰ (ص) سے اس کے بارے میں آپ (ص) کی وفات سے قبل دریافت کر لیتا اور مسئلہ خلافت کے بارے میں بھی آپ(ص) سے دریافت کر لیتا تاکہ آپ(ص) کے اہلبیت اس سلسلے میں مجھ سے کوئ تنازعہ نہ کرتے!" آپ نے یہ بھی فرمایا! (۲) - کاش میں رسول اللہٰ (ص) سے چچی اور بھتیجی کی میراث کے بارے میں بھی دریافت کر لیتا کہ انکے حقوق خود میری ذات سے بھی تعلق رکھتے ہیں..." اس کے بعد آپ نے یہ بھی فرمایا:

۳- کاش میں مسئلہ خلافت کے سلسلے میں انصار کے متعلق آپ (ص) کی رائے معلوم کر سکتا!...."

مُروُج الذہب المعروف تاریخ المسعودی، مولف، المسعودی، ص 235-236، ج حصہ دوم، نفیس اکیڈمی، کراچی

حرفِ آخیر:

اب یہ سوچنا اہل سنت حضرات کا اپنا مسئلہ ہے کہ:-

1- آیا ان کے پہلے خلیفہ کا حضرت فاطمہ (ع) کی فدک کی جاگیر غصب کرنے کا فیصلہ قرآن و سنت کے خلاف تھا؟

2- یا انکے دوسرے خلیفہ کا فیصلہ قرآن و سنت، سنتِ حضرت ابوبکر کے خلاف تھا جو انہوں نے مدینہ کا صدقہ تو حضرت علی (ع)اور حضرت عباس کے حوالے کردیا لیکن خیبر اور فدک کو روک رکھا؟

3- یا ان کے تیسرے خلیفہ کا فیصلہ قرآن و سنت اور سنتِ شیخین کے خلاف تھا جو انہوں نے فدک کی جاگیر بلاِ معاوضہ اپنے سمدھی و عزاد کو "تحفتاً" دی؟

اب اہلسنت حضرات تینوں خلفاء میں سے جس فیصلہ کی بھی نفی فرمائیں گے ان کے ایمان کی کشتی ڈگمگانے لگے گی اور اگر تینوں کی حمایت فرمائیں گے تو روزِ محشر اللہٰ تعالیٰ انُ سے بہت کچھ فرمائے گا اور وہاں کوئ تاویلیں کام نہ آسکیں گی۔اب لوگوں کو یہ بات سمجھ میں آئ کہ حضرت فاطمہ (ع) نے کس خوبصورتی کے ساتھ ان حضرات کو اس طرح Expose کیا کہ قیامت تک ان حضرات کے ماتھے سے کلنک کا یہ دھبہ مٹائے نہ مٹ سکے گا۔

جہاں تک حضرت ابوبکر کا حضرت فاطمہ (ع) کی جائیداد فدک کو غصب کرنے کا ظالمانہ فیصلے کا تعلق ہے تو ہم اس کو اللہٰ تعالیٰ کے اوپر چھوڑتے ہیں کہ وہ بہتر فیصل یعنی یقیناً بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اللہٰ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے۔ آمین - والسلام

مہر خان

مورخہ 6 فروری، 2020

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

احمد بن یحیی بن جابر الشہیر البلاذری

نفیس اکیڈمی
اردو بازار، کراچی

Scanned with CamScanner

فَدَکْ

کہتے ہیں:۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر سے واپسی پر مُحیّصَہ بن مَسْعُودُ الانصاری کو اہلِ فَدَکْ کے پاس بھیجا کہ انھیں اسلام کی طرف دعوت دیں، اس وقت ان کا سردار انھی میں کا ایک شخص یُوشَعْ بن نون یہودی تھا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آدھی زمین دے کر صلح چاہی جو آپ نے منظور فرمائی۔ اس وجہ سے آدھا فَدَک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خالصہ ہوگیا، کیونکہ مسلمانوں نے اس پر اپنے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تھے۔ یہاں کی آمدنی مسافروں پر خرچ کی جاتی تھی۔ یہاں کے باشندے (حضرت) عمر بن الخطّاب رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کے بعد اس زمانہ تک اپنی زمینوں پر قابض رہے کہ اُنھوں نے یہود کو الحجاز سے جلاوطن کیا۔ اُنھوں نے ابوالہیثم مالک بن تَیِّہان (بعض نیہان کہتے ہیں ؎) اور سَہل بن ابی حَثْمَۃ الانصاری اور زید بن ثابت الانصاری کو (فدک) بھیجا، ان لوگوں نے ان کے حصّے کی عادلانہ قیمتیں جانچیں جو انھیں دیدی گئیں اور ان کو الشام کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔

ہم سے حدیث بیان کی سَعِیْد بن سُلَیْمان نے ان سے لَیث بن سَعْد نے اور ان سے یحییٰ بن سَعِید نے کہ:۔۔۔ اہل فَدَک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی زمین اور اپنے نخلستان کے نصف حصے پر مصالحت کی، پھر جب (حضرت) عمرؓ نے انھیں جلاوطن کیا تو نخلستان اور اراضی میں ان کا جتنا حصہ تھا اس کی عادلانہ قیمتیں جانچنے کے لئے چند واقف کاروں کو بھیجا اور جو قیمتیں انھوں نے تجویز کیں وہ ان کو دیدیں۔"

مجھ سے بکر بن الہیثم نے کہا، اُنھوں نے کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا، ان سے مَعْمَر نے، اور ان سے الزُّہری نے، کہ:۔۔۔ (حضرت) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے اہل فَدَک کو ان کی زمین اور نخلستان کے نصف حصّے کی قیمت دیدی۔"

ہم سے حدیث بیان کی الحُسَیْن بن الاَسْوَد نے، اُنھوں نے کہا ہم سے

Input page title Re-edit

فتوح البلیدان ص 57 ج 1

حدیث بیان کی یحییٰ بن آدم نے، انھوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی ابن ابی زائدہ نے، ان سے محمد بن اسحٰق نے اور ان سے الزُّہری و عبد اللہ بن ابی بکر اور بعض اولاد محمد بن مَسْلَمَہ نے، کہ:۔ جب اہل خیبر میں سے باقی ماندوں نے جو قلعہ گیر ہوگئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ان کا خون معاف کر دیا جائے اور انھیں جلاوطن کر دیا جائے تو یہ خبر سُن کر اہلِ فدک بھی اسی پر اُتر آئے اس وجہ سے فَدَک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خالصہ ہو گیا، کیونکہ مسلمانوں نے اس پر اپنے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تھے۔"

ایسی ہی حدیث ہم سے الحُسَین نے بیان کی، ان سے یحییٰ بن آدم نے، ان سے زیاد البکّائی نے، ان سے ابن اسحٰق نے، اور ان سے عبد اللہ بن ابی بکر نے، لیکن اس حدیث میں یہ بات زیادہ ہے کہ:۔ مُحَیِّصَہ بن مسعود ان لوگوں میں سے تھے جو اہلِ فدک کے درمیان چل پھر سکتے تھے۔

ہم سے حدیث بیان کی الحُسَین نے، ان سے یحییٰ بن آدم نے، ان سے ابراہیم بن حُمَیْد نے، ان سے اُسَامَہ بن زید نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے مالک بن اَوس بن الحَدَثان نے اور ان سے (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ نے، کہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تین اموال مخصوص تھے، فَدَک کی آمدنی آپ مسافروں پر خرچ فرماتے تھے، بنی النَّضِیر کی اراضی آپ کی ضروریات کے لئے وقف تھی، اور خَیبر کے آپ نے تین حصّے فرما دیئے تھے۔"

ہم سے حدیث بیان کی عبد اللہ بن صالح العِجْلی نے، انھوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی صَفْوَان ابن عیسیٰ نے، ان سے اُسَامہ بن زید نے، ان سے ابن شہاب نے، اور ان سے عُروہ بن الزُّبیر نے، کہ:۔ خیبر اور فدک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حصّہ تھا ازواج مطہرات نے اس میں سے اپنی میراثوں کا مطالبہ کرنے کے لئے (حضرت) عثمان بن عفّان (رضی اللہ عنہ) کو (حضرت) ابو بکرؓ کے پاس بھیجا، (حضرت) عائشہؓ نے یہ سُن کر ان سے کہا: کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتیں؟ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہیں سُنا کہ ہماری کوئی میراث نہیں ہے؟ اور یہ کہ ہم نے جو کچھ چھوڑا ہے صدقہ ہے اور میری رحلت کے بعد اس کا ہے جو والی امر ہو۔" راوی کہتا ہے: یہ سُن کر وہ سب خاموش ہو گئیں۔"

ہم سے احمد بن ابراہیم الدَّوْرَقی نے بیان کیا، ان سے صَفْوَان ابن عیسیٰ الزُّہری نے، ان سے اُسَامَہ نے، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے عُروہ نے، اور وہ وہی تھا جو حدیث بالا میں گزرا۔

مجھ سے ابراہیم بن محمد نے کہا، اُن سے عَزْعَرہ نے، ان سے عبد الرزاق نے، ان سے مَعْمَر

1/1

Scanned with CamScanner

فتوح البلدان ص58 ج1

نے اور اُن الکلبی نے، کہ:۔۔۔ بنی اُمیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بدل کر فدک کو اپنی خالصہ جائداد بنا لیا؛ مگر جب عمر ابن عبدالعزیز والیٔ امر ہوئے تو انھوں نے اس کو پھر اسی گزشتہ حالت پر لوٹا دیا۔

ہم سے بیان کیا عبداللہ بن میمون المکتّب نے، انھوں نے کہا ہمیں خبر دی فضیل بن عیاض نے، انھیں مالک بن جعونہ نے، اور انھیں اُن کے والد نے، کہ:۔۔۔ (حضرت) فاطمہؓ نے (حضرت) ابوبکرؓ سے فرمایا: "فدک مجھے دو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے مخصوص فرما دیا تھا۔" اور شہادت میں (حضرت) علی ابن ابیطالب کو پیش کیا، انھوں نے دوسرا گواہ مانگا، آپ نے اُمّ ایمن کو پیش کیا۔ انھوں نے کہا: "اے بنت رسول اللہ! آپ جانتی ہیں کہ شہادت بغیر اس کے جائز نہیں ہوتی کہ یا دو مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں۔" یہ سُن کر وہ واپس چلی گئیں۔

مجھ سے بیان کیا روح الکرابیسی نے، انھوں نے کہا ہم سے بیان کیا زید بن الحباب نے، انھوں نے کہا ہمیں خبر دی خالد بن طہمان نے اور ان سے ایک اور شخص نے جسے روح نے جعفر بن محمد سمجھا کہ:۔۔۔ (حضرت) فاطمہ رضی اللہ عنہا نے (حضرت) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "فدک مجھے دو گے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دید یا تھا۔" انھوں نے ثبوت مانگا، (آپ نے) اُمّ ایمن اور رباح کو، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے، پیش فرمایا، دونوں نے شہادتیں دیں؛ (حضرت) ابوبکرؓ نے کہا: کسی معاملہ میں یہ ثبوت کافی نہیں ہو سکتا۔ ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ہونی چاہیئے۔"

ہم سے ابن عائشۃ التّیمی نے بیان کیا، انھوں نے کہا ہم سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن السائب الکلبی نے، ان سے ابو صالح باذام نے اور اُن سے اُمّ ہانی نے، کہ:۔۔۔ (حضرت) فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائیں اور پوچھا: "جب تم مر جاؤ گے تو تمہارا وارث کون ہوگا؟" انھوں نے کہا: "میری اولاد" (جناب سیّدہ نے) کہا: "پھر یہ کیا ہے کہ تم ہمارے ہوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث بن گئے ہو" انھوں نے کہا: "اے بنت رسول اللہ! خدا کی قسم میں نے آپ کے والد سے سونے یا چاندی یا کسی اور چیز کی کوئی وراثت نہیں پائی ہے۔" بولیں: "خیبر ہمارا حصہ اور فدک ہمارا صدقہ ہے۔" انھوں نے کہا: "اے بنت رسول اللہ! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے، فرماتے تھے: "یہ وجہ معاش اللہ نے میری زندگی تک کے لئے عطا فرمائی ہے۔ جب میں مروں تو اس کو مسلمانوں میں

Scanned with CamScanner

فدک انحضرت کا خاصہ تھا

تقسیم کردیا جائے۔"

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے کہا، ان سے جریرؒ بن عبد الحمید نے، اور ان سے مُغیرہ نے، کہ:۔ عمر بن عبد العزیزؒ نے بنی اُمیّہ کو جمع کر کے کہا: فدک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ آپ اس کی آمدنی خورد و نوش کے اخراجات، اور فقرائے بنی ہاشم کی ضروریات، اور ان کی بیواؤں کی شادیوں پر خرچ فرماتے تھے۔ (حضرت) فاطمہؓ نے اس کو اپنے نام ہبہ کرانا چاہا مگر آپ نے انکار فرما دیا۔ آپ کی وفات کے بعد (حضرت) ابو بکرؓ کے زمانے میں وہی عمل رہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا، اور ان کے بعد حضرت عمرؓ بھی اسی طریق پر عامل رہے۔ اب میں تمھیں گواہ کرتا ہوں کہ میں اس کو پھر اسی حالت پر قائم کرتا ہوں جس حالت پر کہ یہ پہلے تھا۔"

ہم سے بیان کیا سُریج بن یونس نے، انھوں نے کہا ہمیں خبر دی اسمٰعیل بن ابراہیم نے، انھیں ایوب نے اور انھیں الزُّہری نے، کہ:۔ اس قول باری: فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَیْهِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِكَابٍ (۵۹: ۶ - اور اس پر تم نے اپنے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تھے) سے مراد فدک وغیرہ قرائے عُرَینہ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھے۔"

ہم سے حدیث بیان کی ابو عُبَیدؒ نے، انھوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی سعید بن عُفیر نے اور ان سے مالک بن اَنس نے (ابو عُبَیدؒ نے کہا مجھے یہ یاد نہیں کہ مالک نے الزُّہری سے روایت کی یا کسی اور سے) کہ:۔ (حضرت) عمرؓ نے یہودِ خَیبر کو جلا وطن کر دیا اور وہ وہاں سے چلے گئے۔ مگر یہودِ فدک آدھی زمین اور آدھی پیداوار کے حصہ دار تھے کیونکہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی پر صلح کی تھی؛ اس لئے (حضرت) عمرؓ نے ان کو نصف زمین اور نصف پیداوار کے معاوضے میں سونے چاندی اور اونٹوں کے پالان دیئے اور ان کو جلاوطن کر دیا۔"

مجھ سے عَمرو النّاقِد نے کہا، ان سے حجّاج بن ابی مَنیع الرُّصافی نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابی بُرقان نے، کہ:۔ جب عُمرؒ ابن عبد العزیزؒ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے خطبہ دیا اور اس میں کہا: فدک ان زمینوں میں سے تھا جو اللہ نے اپنے رسول کو عطا فرمائی تھیں کیونکہ مسلمانوں نے اس پر اپنے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تھے؛ جب (حضرت) فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے اس کا مطالبہ کیا تو آپ نے فرمایا: "نہ تمھیں یہ حق پہنچتا ہے کہ مجھ سے مانگو، اور نہ مجھے یہ حق پہنچتا ہے کہ تمھیں دوں"۔ یہاں کی آمدنی آپ مسافروں پر خرچ فرماتے تھے۔ آپ کے بعد (حضرت) ابوبکر (حضرت) عمر (حضرت) عثمان (حضرت) علی رضی اللہ عنہم کا اپنے اپنے زمانوں میں یہی عمل رہا، لیکن جب معاویہ والی

مامون رشید نے فدک آل فاطمہ کو لوٹا دیا

(= بادشاہ) ہوئے تو انھوں نے (اس عمل میں تغیر کیا اور) فدک مروان بن الحکم کو جاگیر میں دیدیا، اس نے میرے والد عبد الملک کو ہبہ کیا، اور ان سے مجھے اور میرے بھائی الولید اور سلیمان کو ملا۔ پھر جب الولید والی (= بادشاہ) ہوا تو میں نے اس سے اس کا حصہ مانگ لیا اور اس نے مجھے دیدیا، اور سلیمان سے بھی اس کا حصہ مانگ لیا اور اس نے مجھے دے دیا۔ اس طرح فدک کے تمام حصے میں نے اپنے پاس جمع کر لیے۔ مجھے اس سے زیادہ کوئی جائداد محبوب نہیں تھی۔ بس تم سب گواہ رہو کہ میں اس کو پھر اسی پچھلی حالت پر قائم کرتا ہوں"۔

اس کے بعد سنہ ۲۱۰ھ میں امیر المومنین المامون عبد اللہ بن ہارون الرشید نے فدک (حضرت) فاطمہؓ کی اولاد کو واپس دیئے جانے کا حکم دیا اور اس کے متعلق قُثَم بن جعفر کو جو المدینہ میں ان کا عامل تھا، لکھا:-

"اما بعد، امیر المومنین دین الٰہی میں اپنے مرتبے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ، اور قریبی عزیز ہونے کی حیثیت سے اس بات کے سب سے زیادہ سزاوار ہیں کہ آپ کی سنت کا اتباع، اور آپ کے احکام کا نفاذ کریں، اور جس کسی کو آپ نے کوئی چیز عنایت فرمائی ہو یا کوئی صدقہ یا عطیہ دیا ہو وہ اس کے حوالے کر دیں۔ توفیق و نگہداشت الٰہی امیر المومنین کے ساتھ ہے اور انھیں ہر کام سے اسی کی خوشنودی منظور ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فدک اپنی صاحبزادی (حضرت) فاطمہؓ کو عطا فرمایا تھا، اور یہ ایسی ظاہر و معروف بات تھی کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے درمیان کوئی اختلاف نہیں تھا۔ بنا بریں فدک امیر المومنین سے اس چیز کا تقاضا کر رہا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خلوص کی بنا پر ان کے لئے اولیٰ و انسب ہے۔ لہذا امیر المومنین مناسب سمجھتے ہیں کہ فدک (حضرت) فاطمہؓ کے وارثوں کو واپس کر دیں، اور ان کے حوالے کر کے اللہ کے ساتھ اس کے حق و عدل کی اقامت سے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے حکم و صدقہ کے نفاذ سے، تقرب حاصل کریں، پس امیر المومنین حکم دیتے ہیں کہ یہ بات ان کے دفتروں میں ثبت کر دی جائے، اور ان کے عمال کو اس سے خبردار کر دیا جائے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد ہر موسم حج میں یہ منادی کرادی جاتی تھی کہ جنھیں کوئی صدقہ دیا گیا ہو یا کوئی چیز ہبہ کی گئی ہو، یا ان سے کوئی وعدہ کیا گیا ہو

1/1
Scanned with CamScanner

تو وہ آکر بیان کردیں، اور ان کی بات قبول کی جاتی تھی اور ان کا حصّہ انھیں دیدیا جاتا تھا تو (حضرت) فاطمہؓ اس کی زیادہ مستحق تھیں کہ اس چیز کے بارے میں ان کا قول صحیح تسلیم کیا جاتا جو اُن کے لئے مخصوص کردی گئی تھی۔

امیرالمؤمنین نے اپنے آزاد کردہ غلام مبارک الطّبری کو حکم دیا ہے کہ فدک اپنی اصلی حدود کے ساتھ معہ ان تمام حقوق کے جو اسے حاصل ہیں اور معہ ان (آبادکار) غلاموں اور آمدنیوں کے (حضرت) فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وُرثہ: محمد بن یحییٰ بن الحسین بن زید بن علی بن الحُسَین بن علی ابن ابی طالب اور محمد بن عبداللہ بن الحسن[1] بن علی بن الحسین بن علی ابن ابیطالب کو دے دیا جائے: کیونکہ امیرالمومنین نے ان دونوں کو اہل فدک کے لئے قیام امور کا متولی بنادیا ہے۔ پس جان لو کہ یہ امیرالمومنین کی رائے سے ہے اور وہ چیز ہے جو اللہ نے اس اطاعت و فرماں برداری کے باعث جو وہ کرتے ہیں ان کے دل میں ڈالی ہے، اور جس کی توفیق اللہ نے اس تقرب کے باعث جو ان کو اللہ اور اس کے رسول سے حاصل ہے انھیں عطا فرمائی ہے۔ تم اپنی طرف سے مُبَارَک الطّبَرِی کو اس معاملہ سے خبردار کردو اور محمد بن یحییٰ اور محمد بن عبد اللہ سے جنھیں امیرالمومنین نے عامل مقرر کیا ہے وہی معاملہ برتو جو مُبارک الطّبَری سے برتتے تھے؛ اور اس کام میں ان کی اعانت کرو جس میں خدا نے چاہا تو فدک کی ترقی اور صلاح و فلاح اور اس کی پیداواروں کی توفیر مدنظر ہو۔ والسّلام۔

یہ فرمان بُدھ کے دن ذی قعدہ سنہ ۲۱۰ھ کی دوسری تاریخ کو لکھا گیا۔"

لیکن جب المتوکل علی اللہ رحمہ اللہ خلیفہ ہوا تو اس نے فدک کا پھر وہی انتظام کردیا جو المامون رحمہ اللہ سے پہلے تھا۔

فتوح البلدان ـ ~~مامون~~ الرشید نے فدک آل فاطمہ کو پھیر دیا لیکن مرنے کے بعد متوکل نے پھر چھین لیا

---

[1] قدامہ نے عبداللہ بن الحسین لکھا ہے (کتاب الخراج)

Scanned with CamScanner

تاریخ المسعودی

شہرۂ آفاق عربی کتاب

مروج الذہب ومعادن الجواہر

کا اردو ترجمہ

اِمام المورخین ابوالحسن بن حسین بن علی المسعودی

نفیس اکیڈمی
اردو بازار۔ کراچی

Scanned with CamScanner

مروج الذہب، ص 235 ج 2

یوم سقیفہ

سقیفہ بنی سعدیہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر عام لوگوں نے تین دن تک بیعت کی لیکن تیسرے روز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکان سے باہر تشریف لائے اور ان سے اس طرح مخاطب ہوئے: "کیا آپ ہم لوگوں میں باہم فساد پیدا کرنا چاہتے ہیں؟ آپ نے ہمارے حق کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔" اس پر آپ نے جواب دیا: "مجھے فتنے ہی کا خوف تھا۔" یوم سقیفہ کے بارے میں مہاجرین و انصار کی بے شمار روایات ہیں جن میں حق خلافت کا ذکر آیا ہے۔ سعد بن عبادہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کبھی بیعت نہیں کی، وہ پہلے دن مدینے سے شام روانہ ہو گئے تھے اور وہیں پندرہ سال کے بعد قتل کر دیے گئے تھے۔ بہرحال ہماری زیر نظر کتاب کا موضوع جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس قبیل کے مباحث نہیں ہیں۔ ویسے بنی ہاشم میں سے کسی نے حضرت فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک کسی فرد واحد نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت نہیں کی تھی۔

عدی بن حاتم طائی

ان دنوں جب بیت اللہ اور مسجد نبوی میں جمع ہونے والوں کے سوا بہت سے عربی قبائل جو حرمین شریفین کے درمیان آباد تھے اسلام نہیں لائے تھے، عدی بن حاتم طائی خلیفہ اول کی خدمت میں صدقے کا اونٹ لے کر حاضر ہوا تھا۔ اس کے متعلق حارث بن مالک کہتا ہے:

"ہم میں جو وفا ہے جیسی آج تک کسی نے نہیں دیکھی ہمارے جد امجد عدی بن حاتم نے ہمیں سربلند کیا ہے"

آپ کا مرض للموت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہودیوں نے کھانے میں زہر دے دیا تھا۔ اس کھانے میں حارث بن کلدہ بھی شریک تھے جو یہ کھانا کھا کر نابینا ہو گئے تھے مگر آپ پر اس زہر کا اثر ایک سال تک رہا اور اسی کے اثر سے آپ مرض الموت میں مبتلا ہوئے جو پندرہ دن تک چلتا رہا اور اسی مرض میں آپ نے وفات پائی۔

Confessions of Abu Bakr on death bed

آپ کا کلام

آپ نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: میں نے تین خطاؤں کے سوا کسی امر میں خطا نہیں کی، وہ تین باتیں بھی ایسی تھیں جن کے سرزد ہونے کے بعد میں نے انہیں فوراً ترک کر کے توبہ کر لی تاہم مجھے افسوس رہا کہ ایسی تین خطائیں بھی سرزد کیوں ہوئیں اور یہ بھی افسوس رہا کہ ایسے معاملات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے مبارک معلوم نہ کر سکا تھا۔ ان تین خطاؤں میں سے ایک خطا تو یہ ہے کہ میری زندگی میں فاطمہ

Scanned with CamScanner

مروج ص236 ج2، ابوبکر کاش فاطمہ کا دروازہ نہ توڑا گیا ہوتا

زہراؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دروازہ توڑا گیا (اس کے متعلق بہت سی مختلف روایات ہیں) دوسری خطا میری یہ ہے کہ میں نے فجاءۃ کو یا تو قتل کر دیا یا قطعاً معاف کر دیا، تیسری بات یہ ہے کہ میں نے یوم سقیفہ کی ذمہ داری ایک ایسے شخص پر چھوڑ دی جو خود امیر اور میں اس کا نائب تھا۔ ان پہلی تین فروگزاشتوں کے علاوہ تین اور باتیں یہ ہیں جن پر مجھے ہمیشہ افسوس رہے گا ایک بات تو یہ ہے کہ جب اشعث بن قیس کو قید کر کے میرے سامنے لایا گیا تو میں نے فوراً بغاوت کے الزام میں اس کی گردن مروا دی حالانکہ وہ بانیٔ شر نہیں تھا بلکہ اس نے اہل شر کی اعانت کی تھی۔ ایک بات یہ ہے کہ میں عمر بن خطاب کے ساتھ مشرق کی طرف گیا اگرچہ مشرق و مغرب یا شمال و جنوب میں میرا کہیں آنا جانا صرف فی سبیل اللہ ہی ہونا چاہیے تھا۔ ان دو باتوں کے علاوہ تیسری بات یہ ہے کہ جب میں نے جیش ردّہ کے لیے سامان فراہم کر کے اسے روانہ کر دیا تو خود اپنے مکان پر واپس آ کر صرف مسلمانوں کے سلام لیتا رہا، حالانکہ مجھے اس لشکر میں نہ صرف شریک بلکہ اس کے آگے آگے ہونا چاہیے تھا۔

حضرت ابوبکرؓ جہاں تک مذکورہ بالا لشکر کے ساتھ مدینے سے گئے تھے اس جگہ کا نام ذی قَصّہ ہے۔ اسی لیے آپ نے یہ بھی فرمایا: "کاش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں (آپ کی وفات سے قبل) دریافت کر لیتا اور مسئلہ خلافت کے بارے میں بھی آپؐ سے دریافت کر لیتا تاکہ آپؐ کے اہل بیت اس سلسلے میں مجھ سے کوئی تنازعہ نہ کرتے!" آپ نے یہ بھی فرمایا: "کاش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چچی اور بھتیجی کی میراث کے بارے میں بھی دریافت کر لیتا کہ ان کے حقوق خود میری ذات سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے یہ بھی فرمایا: کاش میں مسئلہ خلافت کے سلسلے میں انصار کے متعلق آپ کی رائے معلوم کر سکتا!"

آپ کی لڑکیاں

آپ نے اپنی وفات کے وقت جو بیٹیاں چھوڑیں ان میں ایک اسماء ذات النطاقین تھیں جو عبداللہؓ ابن زبیر کی والدہ تھیں اور دوسری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

آپ سے حضرت علیؓ کی بیعت

حضرت ابوبکر صدیقؓ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیعت کے بارے میں لوگ مختلف الرائے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے دس دن بعد بیعت کر لی تھی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ۷۰ اور نصف دن بعد لیکن بعض لوگ تین مہینے

sented by www.ziaraat.com

Scanned with CamScanner

76-TarikheTabri2of7.pdf تاریخ طبری

کاش میں فاطمہ کا گھر نہیں کھولتا۔ ابو بکر۔
طبری ج 2، ص 254

ہے مگر اس سے تم سب کی ناکیں پھول گئیں' ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ یہ منصب خود اس کو مل جائے' اب تم لوگوں نے دنیا کو آتے دیکھ لیا ہے' دنیا جب آئے گی تو اس وقت تم ریشم کے پردے اور دیباج کے گدے استعمال کرو گے اور اذری اون پر لیٹے ہوئے تمہیں ایسی تکلیف ہوگی جیسے کسی کو کانٹوں پر لیٹنے سے تکلیف ہوتی ہے' دنیا داری میں گرفتار ہونے سے یہ کہیں بہتر ہے کہ حد شرعی کے بغیر تمہاری گردن اڑا دی جائے' تم ہی لوگوں کو سب سے پہلے گمراہ کرنے اور راہ راست سے ہٹانے والے ہو' اے راہ مستقیم دکھانے والے بلا شبہ وہ یا تو صبح کی روشنی کے مانند ہے یا ڈبونے والے سمندر کی مانند ہے' عبدالرحمنؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا امیر المومنین اس قدر جوش میں نہ آیئے اس سے آپ نڈھال ہوئے جاتے ہیں' لوگوں میں ہر شخص دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو اس کی رائے بھی وہی ہے جو آپ کی ہے تو وہ آپ کے ساتھ ہے یا آپ کی رائے کے خلاف کہنے والا ہے' تو وہ آپ کو مشورہ دے رہا ہے مگر آپ کی پسند اور منشاء کے ساتھ ہے' ہم جانتے ہیں کہ آپ صرف خیر خواہی چاہتے ہیں' آپ ہمیشہ صالح اور مصلح رہے ہیں' اور آپ کے دل میں دنیا کی کسی چیز کی حسرت نہیں ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خواہش:

ابو بکرؓ نے کہا کہ ہاں میرے دل میں دنیا کی کوئی حسرت نہیں ہے' مگر تین چیزیں ایسی ہیں جو میں نے کی ہیں مگر کاش نہ کرتا' اور تین چیزیں ایسی ہیں جو میں نے چھوڑ دی ہیں مگر کاش ان کو کرتا اور تین چیزیں ایسی ہیں کہ کاش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے متعلق دریافت کر لیتا۔

تین چیزیں نہ کرنے کی خواہش:

وہ تین چیزیں جن کو میں چھوڑ دیتا تو اچھا ہوتا' یہ ہیں۔ کہ کاش میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر نہ کھولتا اگر چہ وہ لوگ جنگ کے لیے اس کا دروازہ بند کرتے' اور کاش میں الفجاءۃ سلمی کو نہ جلاتا' بلکہ یا تو اس کو باندھ کر قتل کر دیتا یا آزاد چھوڑ دیتا' اور کاش بنو سقیفہ کے روز میں اس امارت کو دو میں سے کسی ایک کے گلے میں ڈال دیتا' ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اشارہ عمرؓ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف تھا' دونوں میں سے ایک امیر ہوتا اور میں وزیر ہوتا۔

تین چیزیں کرنے کی تمنا:

اور جو چیزیں مجھ سے چھوٹ گئی ہیں وہ یہ ہیں کہ کاش جب اشعث میرے سامنے اسیر کر کے لایا گیا تھا میں اس کی گردن مار دیتا' کیونکہ بعد میں میں نے دیکھا کہ جو برا کام اس کو نظر آتا ہے وہ اس کا معاون بن جاتا ہے' اور کاش جب میں نے خالد رضی اللہ عنہ کو مرتدین کے مقابلے کے لیے روانہ کیا تھا اس وقت میں ذی القصہ میں جا کر قیام کرتا اگر مسلمان فتح یاب ہوتے تو خیر اور اگر شکست پاتے تو میں مقابلے کے درپے ہوتا' یا مددگار بن جاتا' اور کاش جب میں نے خالدؓ بن الولید کو شام کی طرف بھیجا تھا اس وقت عمرؓ بن الخطاب کو عراق کی طرف بھیج دیتا اور اس طرح خدا کی راہ میں اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیتا یہ کہہ کر ابو بکرؓ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے۔

تین باتیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے کی آرزو:

اور کاش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیتا کہ یہ امارت کس کو ملنی چاہیے تاکہ پھر کسی کو نزاع کا موقع نہ رہتا' اور کاش میں آپؐ سے پوچھ لیتا کہ کیا انصار کے لیے اس حکومت میں کچھ حصہ ہے اور کاش میں آپؐ سے بھتیجی اور پھوپھی کی میراث کے متعلق دریافت

Scanned with CamScanner

تین چیزیں کرنے کی تمنا

اور جو چیزیں مجھ سے چھوٹ گئی ہیں وہ یہ ہیں کہ کاش جب اشعث میرے سامنے اسیر کر کے لایا گیا تھا میں اس کی گردن مار دیتا، کیونکہ بعد میں میں نے دیکھا کہ جو برا کام اس کو منظر آتا ہے وہ اُن کا معاون بن جاتا ہے، اور کاش جب میں نے خالدؓ کو مرتدین کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا تھا اس وقت میں ذی القصہ میں جا کر قیام کرتا اگر مسلمان فتح یاب ہوتے تو خیر اور اگر شکست پاتے تو میں مقابلے کے درپے ہوتا یا مددگار بن جاتا، اور کاش جب میں نے خالدؓ بن الولید کو شام کی طرف بھیجا تھا اس وقت عمرؓ بن الخطاب کو عراق کی طرف بھیج دیتا اور اس طرح خدا کی راہ میں اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیتا یہ کہہ کر ابوبکرؓ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے۔

تین باتیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے کی آرزو

اور کاش میں رسول اللہ صلعم سے پوچھ لیتا کہ یہ امارت کس کو ملنی چاہئے تاکہ پھر کسی کو نزاع کا موقع نہ رہتا، اور کاش میں آپ سے پوچھ لیتا کہ کیا انصار کے لئے اس حکومت میں کچھ حصہ ہے اور کاش میں آپ سے بھتیجی اور پھوپی کی میراث کے متعلق دریافت کر لیتا کیونکہ میرے دل میں اس کے متعلق کچھ بے اطمینانی ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کی سنح میں رہائش

ابوبکرؓ امیر المؤمنین ہونے سے قبل تجارت کرتے تھے اور اس وقت ان کا مکان سُنح میں تھا مگر پھر مدینہ میں منتقل ہو گئے تھے، عائشہؓ کی روایت ہے کہ میرے والد سُنح میں اپنی بیوی حبیبہ کے پاس رہتے تھے، حبیبہ کا شجرہ یہ ہے حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر جو بنی الحارث بن الخزرج سے تھے، ابوبکرؓ نے اس مکان پر کھجور کی شاخوں سے ایک حجرہ بنایا تھا، ابھی اس سے زیادہ اور کچھ نہیں بنانے پائے تھے کہ مدینہ میں اپنے مکان میں منتقل ہو گئے بحیثیت خلافت کے بعد چھ مہینے تک آپ سُنح ہی میں مقیم رہے، اور ہر روز صبح کو مدینہ پیدل آتے رہے اور کبھی کبھی گھوڑے پر آتے تھے، ان کے جسم پر ایک تہمد اور ایک پرانی چادر ہوتی تھی، آپ مدینے پہنچ کر لوگوں کو نماز پڑھاتے اور عشاء کی نماز پڑھا کر اپنے گھر سنح کو واپس چلے جاتے، جب آپ آتے تو خود نماز پڑھاتے اور جب نہ آتے تو عمرؓ نماز پڑھاتے اور جمعہ کے روز دن چڑھے تک سُنح میں رہتے سر اور داڑھی کو خضاب لگاتے اور جمعہ کی نماز کے وقت آ کر لوگوں کو نماز جمعہ پڑھاتے تھے۔

ص 255، ج 2، نفیس اکیڈمی

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

16

الامامت والسیاست

مؤلف

ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری سُنی

مترجم

مولانا ملک محمد شریف صاحب شاہ رسولی

الناشر

مکتبہ الساجد ۸۵ شمس آباد کالونی ملتان۔ پاکستان

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

نفت کر بیٹھو گے۔ اگر یہ انکار کریں تو انہیں اپنے ہاں سے نکال دو۔ جس شخص کو پسند کر دا اپنے اوپر اور ان لوگوں پر خلیفہ مقرر کر دو۔ خدا کی قسم خلافت کے تم ہی مستحق ہو۔ خلافت کا دعویدار وہ ہو گیا ہے۔ جس کا ہمارے بزرگوں کیساتھ کوئی تعلق نہیں۔ خدا کی قسم اگر تم چاہو تو میں خلافت تمہارے اندر مقرر کر دوں۔ جو شخص میری بات نہیں مانے گا۔ میں تلوار سے اس کی ناک قلم کر دوں گا۔

حضرت عمر نے کہا ——— حباب میری بات کا جواب دے رہا ہے اور میں نے اس سے بات کرنیکا بائیکاٹ کیا ہوا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ کی زندگی میں میرے اور اس کے درمیان جھگڑا ہو گیا تھا۔ جس سے اس نے منع کیا تھا۔ میں نے قسم کھائی تھی کہ میں اس سے ایسی بات نہیں کروں گا۔ جو اسے تکلیف دے۔

ابوعبیدہ نے کہا ——— یہ ٹھیک ہے کہ تم پہلے اشخاص ہو جنہوں نے رسول اللہ کی مدد کی تھی۔ اور آپ کو پناہ دی تھی۔ لیکن اب تم وہ پہلے اشخاص نہ بن جاؤ۔ جن نے دین میں تبدیلی کر دی اور اسے بگاڑ دیا۔

قیس بن سعد کا مخالفت کرنا

قیس بن سعد نے جب دیکھا کہ اس کی تمام قوم سعد بن عبادہ کی امارت پر متفق ہو گئی ہے تو قیس خزرج کا سردار جو کہ سعد سے بغض رکھتا تھا۔ اس نے کہا۔ اے گروہ انصار! خدا کی قسم یہ ٹھیک ہے کہ مشرکین سے جنگ کرنے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں فضیلت دی ہے اور ہم نے دین قبول کرنے میں سبقت کی ہے۔ ہم نے یہ سب کام اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور رسول اللہ کی اطاعت کے لئے کئے ہیں۔ ہم خلافت کے جھگڑے کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتے۔ ہم اس کا کوئی دنیاوی معاوضہ طلب نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نعمتوں کا عطا کرنے والا ہے۔ محمد مصطفیٰ قریش میں سے تھے۔ آپ کی قوم آپ کے میراث اور آپ کی نیابت کی زیادہ مستحق ہے۔ میں کبھی ان سے جھگڑا نہیں کروں گا پس اللہ سے ڈرو۔ ان کی مخالفت نہ کرو اور نہ ان کو دھوکہ دو۔

حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت

حمد و ثنا کے بعد حضرت ابوبکر نے لوگوں کو اتحاد کی دعوت دی۔ اختلاف سے منع کیا اور کہا۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ ان میں سے کسی ایک آدمی کی بیعت کر لو یا ابوعبیدہ یا عمر کی۔

حضرت عمر نے کہا ——— بخدا آپ کے ہوتے ہوتے یہ کام نہیں ہو سکتا۔ آپ خلافت کے زیادہ مستحق ہیں۔ ہم سب سے پہلے آپ کو رسول اللہ کی صحبت کا شرف حاصل ہے

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

مہاجرین میں سب سے افضل ہیں۔ آپ ثانی اثنین ہیں۔ آپ لوگوں کو نماز پڑھاتے ہیں آنحضرت کے خلیفہ ہیں۔ نماز دین کا افضل رکن ہے۔ ہاتھ بڑھائیے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں

جب ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت عمر حضرت ابوبکر کی بیعت کرنے لگے تو قیس انصاری نے ان سے پہلے بیعت کر لی۔ حباب بن منذر نے قیس بن سعد سے کہا —— تم نے یہ سب کھیل اپنے ابن عم کے حسد کی وجہ سے کیا ہے۔

اس نے کہا —— ایسا نہیں ہے۔ مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ میں ان لوگوں سے خلافت کا جھگڑا کروں۔ جو اس کے مستحق ہیں۔

جب اوس نے قیس ابن سعد کو بیعت کرتے ہوئے دیکھا۔ سعد بن قیس خزرج قبیلہ کا سردار تھا۔ مہاجرین قریش ابوبکر کی بیعت کی دعوت خزرج کو دے چکے تھے۔ سعد بن عبادہ امارت کی عمارت کے بارے میں خزرج میں اختلاف ہو گیا۔ اسید بن حضیر نے کہا کہ:۔ ——

"اگر ایک دفعہ تم نے خلافت سعد کے سپرد کر دی تو پھر ہمیشہ کے لئے تم پر انصار کی فضیلت ثابت ہو جائے گی اور وہ خلافت میں ہرگز تمہارا حصہ مقرر نہیں کریں گے اٹھو اور ابوبکر کی بیعت کرو"

انہوں نے ابوبکر کی بیعت کر لی۔ حباب بن منذر نے تلوار اٹھائی اور انصار پر حملہ کرنا چاہا لیکن انہوں نے اس سے تلوار چھین لی۔ جب تک وہ ابوبکر کی بیعت کرتے رہے وہ کپڑے سے ان کے چہروں کو پیٹتا رہا اور کہا:۔ ——

"اے گروہ انصار! تم نے بیعت تو کر لی ہے۔ خدا کی قسم میں تمہارے بیٹوں کو مہاجرین کے بیٹوں کے دروازوں پر دیکھ رہا ہوں۔ جو ان سے بھیک مانگ رہے ہیں مگر وہ انہیں کچھ نہیں دیتے"

ابوبکر نے کہا —— اے حباب! کیا ہم سے ڈرتے ہو۔

کہا —— نہیں آپ کی ذات سے مجھے خوف نہیں۔ لیکن جو آپ کے بعد خلیفہ ہوگا۔ مجھے اس سے ڈر ہے"

Points to be noted

ابوبکر نے کہا —— اگر یہ بات ہوگی تو تم لوگ تمہارے ساتھیوں پر اطاعت واجب نہیں ہوگی

حباب نے کہا —— اے ابوبکر افسوس کی بات ہے کہ ہم لوگ آپ چلے جائیں گے تو وہ شخص آپ کے بعد خلافت پر متمکن ہو۔ جو ہم پر ظلم کرے گا۔

سعد بن عبادہ کا بیعت نہ کرنا

سعد بن عبادہ نے کہا خدا کی قسم اگر کچھ لوگ بل جاتے تو میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو نکال دیتا اور تمہیں ایک ایسی قوم کیساتھ ملا دیتا۔ تو ان کی اطاعت کرتا اور تجھے کوئی پوچھنے والا نہ تھا۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

تمام لوگوں نے ابوبکر کی بیعت کی۔ قریب تھا کہ سعد کو کچل دیں۔ سعد نے کہا —— تم لوگوں نے مجھے قتل کر دیا ہے۔ کسی نے کہا کہ سعد کو قتل کر دو۔ اللہ تعالیٰ اسے قتل کرے۔ سعد نے کہا مجھے یہاں سے اٹھا لو۔ وہ اُسے اٹھا کر گھر لے گئے۔ کئی دن تک اُس سے بیعت کا مطالبہ نہ کیا گیا۔ پھر ابوبکر نے ایک آدمی اس کے پاس بھیجا کہ آؤ اور بیعت کرو۔ کیونکہ لوگوں نے اور تمہاری قوم نے بیعت کر لی ہے۔

سعد نے کہا —— جب تک میرے ترکش میں آخری تیر ہے اور اپنے نیزے کو تمہارے خون سے خضاب نہ کر لوں اور اپنی تلوار کا تم پر وار نہ کر لوں اور اپنے رشتہ داروں اور اہل و عیال سے تمہارے خلاف جنگ نہ کر لوں۔ اس وقت تک تمہاری بیعت نہ کروں گا۔ خدا کی قسم اگر روئے زمین کے تمام جن و انس تمہاری مدد کے لئے تیار ہو جائیں تو پھر بھی میں تمہاری بیعت نہیں کروں گا۔ اسی حالت میں اپنے رب سے ملوں گا اور مجھے اپنے حساب کتاب کا علم ہے۔

جب ابوبکر کو یہ بات معلوم ہوئی تو عمر نے کہا جب تک تمہاری بیعت نہ کرے اسے مت چھوڑو۔ قیس بن سعد نے کہا کہ —— جب وہ انکار کر چکا ہے اور بیعت نہ کرنے کی قسم کھا چکا ہے تو پھر قتل ہو جائے گا تمہاری بیعت نہیں کرے گا۔ وہ اکیلا قتل نہیں ہوگا۔ جب تک اس کی اولاد اہل بیت اور رشتہ دار قتل نہ ہو جائیں۔ تم ان سب کو ہرگز قتل نہ کر سکو گے۔ جب تک کہ اس کو قتل نہ کر لو۔ تم کیوں اپنا بنا بنایا کام بگاڑتے ہو۔ اس اکیلے کو چھوڑ دو، کیونکہ اس کا چھوڑنا تمہیں کوئی نقصان نہیں دیتا۔ انہوں نے قیس بن سعد کا مشورہ تسلیم کر لیا اور اس کو چھوڑ دیا۔

۔ فکان سعد لا یصلی بصلاتہم ولا یجمع بجمعتہم ولا یفیض بافاضتہم ولو یجد علیہم اعوانا لصال بہم ولو یبایعہ احد علیٰ قتالہم فلم یزل کذلک حتیٰ توفی ابوبکر رحمہ اللہ تعالیٰ وولی عمر بن الخطاب فخرج الی الشام فمات بہا ولم یبایع لاحد رحمہ اللہ۔

(سعد بن عبادہ ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا تھا اور نہ ہی جمعہ میں ان کے ساتھ شریک ہوتا تھا۔ اور نہ ہی ان کے ساتھ حج کرتا تھا۔ اگر اسے مددگار مل جاتے تو وہ ضرور ان پر حملہ کر دیتا۔ اگر ایک شخص بھی اس سے لڑائی کے لئے بیعت کر لیتا تو وہ ضرور ان سے لڑتا ابوبکر کی وفات تک اس نے کسی کی بیعت نہیں کی۔ جب عمر خلیفہ ہوا تو وہ شام کی طرف چلا گیا۔ اور وہیں وفات پا گیا۔)

انصار کی بیعت کے وقت بنو ہاشم حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے گھر میں جمع تھے۔ زبیر بن عوام بھی ان کے ہمراہ تھا۔ زبیر کی والدہ صفیہ بنت عبد المطلب تھیں اس لئے وہ اپنے آپ کو بنو ہاشم میں شمار کرتا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب

Scanned with CamScanner

تک زبیر کے بیٹے بڑے نہیں ہوئے تھے اس وقت زبیر ہم میں سے تھا۔ بعد میں اس کے بیٹوں نے اسے ہم سے منحرف کر دیا۔

بنو امیہ عثمان کے پاس جمع ہوئے اور بنو زہرہ سعید اور عبدالرحمٰن بن عوف کے پاس جمع ہوئے یہ لوگ مسجد میں جمع تھے۔ ابوبکر اور عبیدہ ان کے پاس آئے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب لوگوں نے ابوبکر کی بیعت کرلی تھی۔ عمر نے ان سے کہا کہ تم لوگ چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں کیوں بیٹھے ہو۔ اٹھو اور ابوبکر کی بیعت کرو۔ میں نے اور انصار نے ان کی بیعت کرلی ہے۔ عثمان بن عفان کے ساتھ بنو امیہ کے لوگوں نے بھی بیعت کرلی۔ سعد و عبدالرحمٰن بن عوف اور بنو زہرہ کے وہ لوگ جو ان کے ساتھ تھے۔ انہوں نے بھی بیعت کرلی۔ حضرت علی علیہ السلام اور حضرت عباس اور ان کے ساتھ جو بنو ہاشم تھے۔ اٹھ کر گھر چلے گئے۔ ان کے ساتھ زبیر بن عوام بھی تھا عمر ایک جماعت لیکر ان کے پاس گیا۔ جن میں اسید بن حضیر اور سلمٰی بن اثیم شامل تھا۔ انہوں نے کہا:۔

"چلو اور ابوبکر کی بیعت کرو۔"

انہوں نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ زبیر تلوار لیکر باہر نکل آئے۔ عمر نے کہا اس کو پکڑ لو۔ سلمہ بن اثیم نے لپک کر اس کے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور حاضرین پر چلانا شروع کی۔ بعد میں ان کو پکڑ کر ابوبکر کے پاس لے گئے اور اس نے بیعت کرلی۔

حضرت علی علیہ السلام کا ابوبکر کی بیعت سے انکار

اناپة علی کرم اللہ وجهه بیعة ابی بکر رضی اللہ عنهما

ثم ان علیا کرم اللہ وجهه اتی به الیٰ ابی بکر وهو یقول انا عبد اللہ واخو رسول اللہ فقیل له بایع ابابکر فقال انا احق لهٰذا لِلام منکم لا ابایعکم وانتم اولیٰ بالبیعة لی اخذتم هذا الامر من الانصار واحتججتم علیهم بالقرابة من النبی صلی اللہ علیه و آله وسلم وتاخذوه منا اهل البیت غصبا الستم زعمتم للانصار انکم اولیٰ بهذا الامر منهم لما کان محمد منکم فاعطوکم المقادة وسلموا الیکم الامارة فاذا احتج علیکم بمثل ما احتججتم علی الانصار نحن اولیٰ برسول اللہ حیاً میتاً فانصفونا ان کنتم تومنون والّا فبوؤا بالظلم وانتم تعلمون فقال له عمر انک لست متروکا حتیٰ تبایع فقال له علی احلب حلبا لک شطره وشد له الیوم یردّوه علیک غدًا ثم قال واللہ یا عمر

Scanned with CamScanner

ص 16 ح علی بیعت کے لیے لائے گئے

لا اقبل قولك ولا ابايعه فقال له ابوبكر فان لم تبايع فلا اكرهك
فقال ابوعبيده بن الجراح لعلى كرم الله وجهه يا ابن عم انك
حديث السن وهؤلاء مشيخة قومك ليس لك مثل تجربتهم
ومعرفتهم بالامور ولا ارى ابابكر الا اقوى على هذا الامر منك
واشد احتمالا واستطلاعا فسلم لابى بكر هذا الامر فانك ان
تعش ويطل بك البقاء فانت لهذا الامر خليق وحقيق فى
فضلك ودينك وعلمك وفهمك وسابقتك ونسبك و
صهرك فقال على كرم الله وجهه يا معشر المهاجرين لا تخرجوا
سلطان محمد فى العرب من داره وقعر بيته الى دوركم و
قعور بيوتكم وتدفعون اهله عن مقامه فى الناس وحقه فوالله
يا معشر المهاجرين لنحن احق الناس به لانا اهل البيت ونحن
احق بهذا الامر منكم ما كان فينا القارىء لكتاب الله
الفقيه فى دين الله العالم لسنن رسول الله المتطلع لامر الرعية الدافع
عنهم الامور السيئة القاسم بينهم بالسوية والله انه لفينا فلا
تتبعوا الهوى فتضلوا عن سبيل الله فتزدادوا من الحق بعداً
وقال بشير بن سعد الانصارى لو كان هذا الكلام سمعته الانصار
منك يا على قبل بيعتها لابى بكر ما اختلفت عليك قال وخرج
على كرم الله وجهه يحمل فاطمة بنت رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم على دابة ليلا فى مجالس الانصار تسألهم
النصرة فكانوا يقولون يا بنت رسول الله قد مضت بيعتنا
لهذا الرجل ولو ان زوجك وابن عمك سبق الينا قبل ابى
بكر ما عدلنا به فيقول على كرم الله وجهه افكنت ادع رسول
الله فى بيته لم ادفنه واخرج انازع الناس لسلطانه فقالت
فاطمة ما صنع ابو الحسن الا ما كان ينبغى له ولقد صنعوا ما
الله حسيبهم وطالبهم۔

(حضرت علی علیہ السلام ابو بکر کے پاس لائے گئے آپ فرماتے تھے ۔ میں
اللہ کا بندہ ہوں اور رسول اللہ کا بھائی ہوں ۔ آپ سے ابو بکر کی بیعت کا
مطالبہ کیا گیا ۔ آپ نے فرمایا خلافت کا وارث میں ہوں ۔ میں تمہاری بیعت
نہیں کروں گا ۔ تم کو میری بیعت کرنا چاہیئے ۔ تم نے انصار سے خلافت کو

"لائے گئے" یعنی جبر و تشدد کیا گیا ۔

Scanned with CamScanner

رسول اللہ کا قرابت دار بتلا کر حاصل کیا ہے۔ حالانکہ تم نے خلافت کو ہم سے غصب کیا ہے۔ کیا تم نے انصار سے یہ نہیں کہا کہ ہم اس لئے خلافت کے حق دار ہیں کہ رسول اللہ ہم میں سے تھے۔ یہی دلیل میں تمہارے اوپر پیش کرتا ہوں جو تم نے انصار پر پیش کی تھی۔ ہم رسول اللہ کی زندگی اور موت میں سب سے قریبی رشتہ دار ہیں، انصاف سے کام لو اگر تم مومن ہو۔ ورنہ ظلم کے انجام کے لئے تیار ہو جاؤ۔ عمر نے کہا جب تک آپ ابوبکر کی بیعت نہیں کریں گے۔ اس وقت تک ہم آپ کو نہیں چھوڑیں گے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ آج تو خلافت کو ابوبکر کے لئے اس لئے پکا کرتا ہے کل وہ تجھے لوٹا دے گا۔ خدا کی قسم اے عمر میں تمہاری بات ہرگز قبول نہیں کروں گا اور نہ ہی ابوبکر کی بیعت کروں گا۔ یہ سن کر ابوبکر نے کہا۔ کہ اگر آپ بیعت نہیں کرتے تو میں آپ کو مجبور نہیں کرتا۔ عبیدہ بن جراح نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا کہ اے چچازاد بھائی آپ نوجوان ہیں اور یہ قوم کے بزرگ ہیں انہیں جتنا تجربہ اور واقفیت حاصل ہے آپ کو نہیں ابوبکر آپ سے زیادہ خلافت کے بارے میں موزوں اور مناسب شخص ہے۔ خلافت ابوبکر کے سپرد کر دیجئے۔ اگر آپ کی زندگی نے وفا کی تو ابوبکر کے بعد آپ خلافت کے مستحق ہیں۔ اپنے فضل دین علم۔ فہم سب سے پہلے اسلام لانے اور دامادی کے لحاظ سے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اللہ اللہ اے گروہ مہاجرین خلافت کو رسول اللہ کے گھر سے نکال کر اپنے گھروں میں نہ لے جاؤ۔ مستحقین کو ان کے حق اور مقام سے محروم نہ کرو، خدا کی قسم اے گروہ مہاجرین تمام لوگوں سے ہم خلافت کے زیادہ مستحق ہیں، کتاب خدا کا عالم، اللہ کے دین کا فقیہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو جاننے والا۔ لوگوں کے حال سے آگاہ۔ لوگوں کو برے کاموں سے روکنے والا اور ان میں برابر تقسیم کرنے والا۔ خدا کی قسم ایسا شخص صرف ہم میں سے ہو سکتا ہے گمراہی کے پیچھے نہ لگو ورنہ راہِ خدا سے بھٹک جاؤ گے۔ اور حق سے بہت دور نکل جاؤ گے۔ بشیر بن سعد انصاری نے کہا کہ اے علیؑ! اگر انصار یہ بات آپ سے ابوبکر کی بیعت کرنے سے پہلے سن لیتے تو آپ کا ساتھ دیتے۔ حضرت علی علیہ السلام تشریف لے گئے۔ رات کے وقت جناب فاطمہؑ بنت رسول اللہ کو خچر پر سوار کر کے انصار کے گھروں پر لے گئے۔ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا ان سے امداد طلب کرتی تھیں۔ اور انصار جواب دیتے تھے اے دختر رسولؐ اب تو ہم ابوبکر کی بیعت کر چکے ہیں۔ اگر آپ کا شوہر اور ابن عم ابوبکر کی بیعت سے پہلے ہمارے پاس آتا تو ہم انکار نہ کرتے۔ یہ سن کر حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ

کتاب کا نام: الامامۃ والسیاسۃ: مولف: ابو محمد عبداللہ بن قتیبہ متوفی 276ھ

کیا میں رسول اللہ کے جنازے کو گھر میں چھوڑ دینا۔ آپ کو دفن نہ کرنا اور خلافت کے بارے میں لوگوں سے جھگڑا کرنا۔ جناب فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا کہ ابوالحسن نے وہ کیا جو ان کے لئے مناسب تھا۔ اور ان لوگوں نے وہ کیا جس کا اللہ تعالیٰ ان سے مطالبہ اور مواخذہ کرے گا۔"

حضرت علی علیہ السلام نے کس طرح بیعت کی

ترجمہ کے لیے صفحہ 23 تا 24 دیکھو۔

كيف كانت بيعة علي بن ابي طالب كرم الله وجهه

قال وان ابابكر رضي الله عنه تفقد قوما تخلفوا عن بيعته عند علي كرم الله وجهه فبعث اليهم عمر فجاء فناداهم وهم في دار علي فابوا ان يخرجوا فدعا بالحطب وقال والذي نفس عمر بيده لتخرجن او لا حرقنها على من فيها فقيل له يا ابا حفص ان فيها فاطمه فقال وان فخرجوا فبايعوا الا عليا فانه زعم انه قال حلفت ان لا اخرج ولا اضع ثوبي على عاتقي حتى اجمع القران فوقفت فاطمه رضي الله عنها على بابها فقالت لا عهد لي بقوم حضروا اسوء محضر منكم تركتم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم جنازة بين ايدينا وقطعتم امركم بينكم لم تستامرونا ولم تردوا لنا حقا فاتى عمر ابابكر فقال له الا تاخذ هذا المتخلف عنك بالبيعة فقال ابوبكر لقنفذ وهو مولى له فادع لي عليا قال فذهب الى علي فقال له ما حاجتك فقال يدعوك خليفة رسول الله فقال علي لسريع ما كذبتم على رسول الله فرجع فابلغ الرسالة قال فبكى ابوبكر طويلا فقال عمر الثانية ان لا تمهل هذا المتخلف عنك بالبيعة فقال ابوبكر لقنفذ عد اليه فقل له امير المومنين يدعوك لتبايع فجاءه قنفذ فادى ما امر به فرفع علي صوته فقال سبحان الله لقد ادعى ما ليس له فرجع قنفذ فابلغ الرسالة فبكى ابوبكر طويلا ثم قام عمر فمشى معه جماعة حتى اتوا فاطمة فدقوا الباب فلما سمعت اصواتهم نادت باعلى صوتها يا ابت يا رسول الله ماذا لقينا بعدك من ابن الخطاب وابن ابي قحافة فلما سمع القوم صوتها وبكاءها انصرفوا باكين وكادت

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

قلوبہم تتصدع واکبادہم تتفطر وبقی عمر ومعہ قوم فاخرجوا
علیاً فمضوا بہ الی ابی بکر فقالوا لہ بایع فقال ان انا لم افعل
فمہ قالوا اذا واللہ الذی لا الٰہ الا ھو نضرب عنقک قال
اذا تقتلون عبداللہ واخا رسولہ، قال عمر اما عبداللہ فنعم
واما اخا رسولہ فلا وابوبکر ساکت لا یتکلم فقال لہ عمر الا تامر
فیہ بامرک فقال لا اکرھہ علی شیئ ما کانت فاطمۃ الی
جنبہ فلحق علیٌ بقبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یصیح ویبکی وینادی یا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا
یقتلوننی فقال عمر لابی بکر انطلق بنا الی فاطمۃ فانا قد اغضبناھا
فانطلقا جمیعا فاستاذنا علی فاطمۃ فلم تاذن لہما
فاتیا علیاً فکلماہ فادخلہما علیہا فلما قعدا عندھا
حولت وجہہا الی الحائط فسلما علیہا فلما ترد السلام
فتکلم ابوبکر فقال یا حبیبۃ رسول اللہ واللہ ان قرابۃ رسول
اللہ احب الی من قرابتی وانک لاحب الی من عائشۃ
ابنتی ولوددت یوم مات ابوک انی مت ولا ابقی بعدہ افترنی
اعرفک واعرف فضلک وشرفک وامنعک حقک و
میراثک من رسول اللہ الا انی سمعت اباک رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لا نورث ما ترکنا فہو صدقۃ
فقالت ارایتکما ان حدثتکما حدیثا عن رسول اللہ
تعرفانہ وتفعلان بہ قالا نعم فقالت نشدتکما اللہ
الم تسمعا رسول اللہ یقول رضا فاطمۃ من رضائی وسخط فاطمۃ من سخطی
فمن احب فاطمۃ ابنتی فقد احبنی ومن ارضی فاطمۃ فقد ارضانی ومن
اسخط فاطمۃ اسخطنی قالا نعم سمعناہ من رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم قالت فانی اشہد اللہ وملائکتہ
انکما اسخطتمانی وما ارضیتمانی ولئن لقیت النبی لاشکونکما
الیہ فقال ابوبکر انا عائذ باللہ تعالی من سخطہ
وسخطک یا فاطمۃ ثم انتحب ابوبکر یبکی حتی کادت
نفسہ ان تزھق وھی تقول واللہ لادعون اللہ علیک
فی کل صلوۃ اصلیہا ثم خرج باکیا فاجتمع الیہ الناس

فقال لهم يبيت كل رجل منكم محانق حليلته مسرورا
باهله وتركتموني وما انا فيه لاحاجة لي في بيعتكم
اقيلوني بيعتي قالوا يا خليفة رسول الله ان هذا الامر
لا يستقيم وانت اعلمنا بذلك انه إن كان هذا
لم يقم لله دين ـ فقال والله لولا ذالك وما اخافه
من رخاوة هذه العروة ما بت ليلة ولي في عنق مسلم
بيعة بعد ما سمعت ورايت من فاطمة قال فلم يبايع
علي كرم الله وجهه حتى ماتت فاطمة رضي الله عنها ولم
تمكث بعد ابيها الا خمسا وسبعين ليلة قال فلما
توفيت ارسل علي إلى ابي بكر ان اقبل إلينا فاقبل ابوبكر
حتى دخل على علي وعنده بنوهاشم فحمد الله و
اثنى عليه ثم قال اما بعد يا ابابكر فانه لم يمنعنا
ان نبايعك انكاراً لفضيلتك ولا نفاسة عليك
ولكنا كنا نرى ان لنا في هذا الامر حقا فاستبددت علينا
ثم ذكر علي قرابته من رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم فلم يزل يذكر ذالك حتى بكى ابوبكر فقال ابوبكر رضي الله عنه
لقرابة رسول الله احب الي ان اصل من قرابتي واني والله لا ادع امراً رايت
رسول الله يصنعه الا صنعته إن شاء الله تعالى فقال علي
موعدك غداً في المسجد الجامع للبيعة إن شاء الله
تعالى ـ ثم خرج فاتى المغيرة بن شعبة فقال اترى يا
ابابكر ان تلقوا العباس فتجعلوا له في هذا الامر نصيباً
يكون له ولعقبه وتكون لكما الحجة على علي و
بني هاشم اذا كان العباس معكم قال فانطلق ابوبكر وعمر و
ابوعبيدة حتى دخلوا على العباس فحمد الله ابوبكر
واثنى عليه ثم قال ان الله بعث محمداً صلى الله وآله وسلم
نبياً وللمومنين ولياً فمن الله تعالى بمقامه بين
اظهرنا حتى اختار له الله ما عنده فخلى على الناس
امرهم ليختاروا لانفسهم في مصلحتهم متفقين لا
مختلفين فاختار وني عليهم ولياً ولامورهم راعياً وما

اخاف بحمد الله وهناً ولا حيرة ولا جبنا وما توفيقي الا بالله
العلي عظيم عليه توكلت واليه انيب وما زال يبلغني
عن طاعن يطعن بخلاف ما اجتمعت عليه عامة
المسلمين ويتخذونكم لجافاً فاحذروا ان تكونوا جهد
المنيع فلما دخلتم فيما دخل العامة او دفعتموهم عما مالوا
اليه وقد جئناك ونحن نريد ان نجعل لك في هذا الامر
نصيباً يكون لك ولعقبك من بعدك اذ كنت عم رسول
الله صلى الله عليه وآله وسلم وان كان الناس قد رأوا
مكانك ومكان اصحابك فعدلوا الامر عنكم على رسلكم
بني عبد المطلب فانّ رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
منّا ومنكم ثم قال عمر اي والله واخرى انا لم نأتكم حاجة
منّا اليكم ولكنّا كرهنا ان يكون الطعن منكم فيما اجتمع
عليه العامة فيتفاقم الخطب بكم وبهم فانظروا لانفسكم
ولعامتكم فتكلم العباس فحمد الله واثنى عليه ثم قال انّ الله
بعث محمداً كما زعمت نبياً وللمومنين ولياً فمنّ الله بمقامه
بين اظهرنا حتى اختار ما عنده فخلى على الناس امرهم
يختاروا لانفسهم مصيبين للحق لا مائلين عنه بزيغ الهوى
فان كنت برسول الله طلبت فحقنا اخذت وان كنت
بالمومنين طلبت فنحن منهم متقدمون فيهم وان كان هذا
الامر انما يجب لك بالمومنين فما وجب اذ كنا كارهين فامّا
ما بذلت لنا فان يكن حقا لك فلا حاجة لنا فيه
وان يكن حقا للمؤمنين فليس لك ان تحكم عليهم وان
كان حقنا لم نرض عنك فيه ببعض دون بعض واما قولك
ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم منا ومنكم فانهُ قد
كان من شجرة نحن اغصانها وانتم جيرانها قال ثم خرج
ابوبكر الى المسجد الشريف فاقبل على الناس فعذر علياً
بمثل ما اعتذر عنده ثم قام علي فعظم حق ابي بكر وذكر
فضيلته وسابقته ثم مضى فبايعه فاقبل الناس على علي
فقالوا اصبت يا ابا الحسن واحسنت قال فلما تمت البيعة

لابی بکر اقام ثلاثة ایام یقیل الناس یستقیلہم یقول قد اقلتکم فی بیعتی ہل من کارہ ہل من مبغض فیقوم علیؑ فی اول الناس فیقول واللہ لانقیلک ولا نستقیلک ابدا قد قدمک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لتوحید دیننا من ذا الذی یوخرک لتوجیہ دنیانا۔

ابوبکر کو جب معلوم ہوا کہ کچھ لوگ حضرت علی علیہ السلام کے گھر میں موجود ہیں۔ جو اس کی بیعت سے انکاری ہیں تو عمر کو ان کی طرف روانہ کیا۔ عمر نے آکر انہیں بلایا وہ علی علیہ السلام کے گھر میں تھے۔ انہوں نے نکلنے سے انکار کر دیا۔ عمر نے لکڑیاں منگوائیں اور کہا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں عمر کی جان ہے۔ تم جلد باہر آؤ ورنہ اس گھر کو اور جو اس میں موجود ہیں سب کو جلا دوں گا۔ اس سے کہا گیا کہ اس میں تو جناب فاطمہ علیہا السلام بھی موجود ہیں۔ اس نے کہا کہ کیا ہوا۔ حضرت علی علیہ السلام کے سوا سب نے بیعت کر لی۔ علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ نہ گھر سے باہر نکلوں گا۔ نہ کپڑے کو اپنے شانے پر رکھوں گا۔ جب تک قرآن کو جمع نہ کر لوں۔ جناب فاطمہؑ اپنے گھر کے دروازے پر تشریف لائیں اور فرمایا میرا اس قوم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تم نے تو رسول اللہ کے جنازے کو ہمارے سامنے چھوڑ دیا۔ خلافت کا مسئلہ خود بخود طے کر لیا اور ہمیں امیر تسلیم نہ کیا۔ ہمارا حق واپس نہ کیا۔ عمر نے ابوبکر سے جا کر کہا کہ اس بیعت نہ کرنے والے کو نہ چھوڑو۔ ابوبکر نے اپنے غلام قنفذ کو بلا کر کہا کہ جاؤ حضرت علیؑ کو بلا لاؤ، جب وہ حضرت علیؑ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ کیوں آئے ہو۔ اُس نے کہا کہ آپ کو رسولؐ اللہ کے خلیفہ بلاتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تم نے اس قدر جلد رسولؐ اللہ پر جھوٹ باندھ لیا ہے۔ قنفذ نے ابوبکر کو اس بات سے آگاہ کیا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر کافی دیر تک روتے رہے۔ پھر عمر ایک جماعت لے کر جناب فاطمہؑ کے دروازے پر آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب سیدہؑ نے ان کی آواز سنی تو بلند آواز سے فرمایا اے میرے باپ رسولؐ اللہ آپ کے مرنے کے بعد ابوبکر اور عمر سے ہمیں کیا کیا تکلیفیں اٹھانا پڑیں۔ جب لوگوں نے سیدہؑ کی آواز کو سنا تو روتے ہوئے واپس چلے گئے۔ قریب تھا کہ ان کے دل پھٹ جائیں اور ان کے جگر شگافتہ ہو جائیں۔ عمرؓ ایک قوم کے ساتھ کھڑے رہے اور حضرت علیؑ کو نکال کر ابوبکر کے پاس لے گئے۔ اور کہا کہ ابوبکر کی بیعت کرو۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں بیعت نہ کروں تو کیا کرو گے کہا خدا کی قسم تمہاری گردن اڑا دیں گے۔ فرمایا تم عبد خدا اور اس کے رسولؐ کے

"A" حضرت عمر کی سربراہی میں آگ خانہ بتول حضرت فاطمہ پر۔

"B" حضرت فاطمہ "تم نے تو رسول اللہ کے جنازے کو ہمارے سامنے چھوڑ دیا۔"

بہ مجبوری سے کم حضرت شیخین نے حصول اقتدار کی خاطر جنازہ رسول میں شرکت نہ کی تھی۔

"C" عمر حضرت علی کو پکڑ کر ... قتل کی دھمکی

حضرت عمر کا حضرت علیؑ کو رسول کا بھائی تسلیم کرنے سے انکار

بھائی کو قتل کرتے ہو۔ عمر نے کہا ہم تمہیں عبدِ خدا تو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن رسول
اللہؐ کا بھائی نہیں مانتے۔ ابوبکر بالکل خاموش تھے۔ عمر نے ابوبکر سے کہا تم ان سے
بیعت کیوں نہیں لیتے؟۔ ابوبکر نے کہا جب تک جناب فاطمہؑ زندہ ہیں۔ میں حضرت
علیؑ کو مجبور نہیں کر سکتا۔ حضرت علی علیہ السلام رسولؐ اللہ کی قبر سے لپٹ کر دھاڑیں
مار کر روئے اور بلند آواز سے فرماتے۔ کہ اے میرے ماں جائے قوم نے مجھے کمزور کر دیا
ہے۔ قریب ہے کہ مجھے قتل کر دیں۔ عمر نے ابوبکر سے کہا کہ میرے ساتھ جناب فاطمہؑ
کے پاس چلو۔ ہم نے انہیں ناراض کیا ہے۔ دونوں نے سیدہؑ کی خدمت میں حاضر
ہونے کی اجازت طلب کی۔ لیکن سیدہؑ نے اجازت نہ دی۔ انہوں نے اس بارے
میں حضرت علی علیہ السلام سے رجوع کیا۔ حضرت علی علیہ السلام دونوں کو سیدہؑ
کے پاس لائے۔ دونوں بیٹھ گئے۔ سیدہؑ نے اپنا چہرہ اقدس دیوار کی طرف
پھیر لیا۔ دونوں نے سیدہؑ کو سلام کیا۔ آپ نے جواب نہ دیا۔ ابوبکر نے کہا اے
رسول اللہؐ کی پیاری، خدا کی قسم مجھے اپنی قرابت سے رسولؐ اللہ کی قرابت زیادہ محبوب
ہے۔ مجھے آپ میری بیٹی عائشہ سے زیادہ عزیز ہیں۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ
جس روز آپ کے باپ کا انتقال ہوا۔ میرا بھی ہو جاتا اور آپ کے بعد زندہ نہ رہتا۔
میں بخوبی آپ کو، آپ کی فضیلت کو اور آپ کی شرافت کو جانتا ہوں۔ میں نے آپ کا
حق اور میراث اس لئے نہیں دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے
ہوئے سنا۔ کہ ہم کسی کو وارث نہیں بناتے۔ جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

دختر رسول حضرت فاطمہؑ کا ابوبکر سے اظہار ناراضگی

سیدہؑ نے فرمایا کہ میں تم دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث
سناؤں جس کو تم جانتے ہو کیا تم اس پر عمل کرو گے۔ دونوں نے عرض کیا کیوں نہیں
فرمایا میں تمہیں خدا کی قسم دیکر پوچھتی ہوں۔ کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ فاطمہؑ کی رضامندی میری رضامندی ہے۔ اور اس کا
ناراض ہونا میرا ناراض ہونا ہے۔ جس نے فاطمہؑ کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست
رکھا۔ جس نے فاطمہؑ کو راضی کیا۔ اس نے مجھے راضی کیا۔ جس نے فاطمہؑ کو ناراض
کیا۔ اس نے مجھے ناراض کیا۔ انہوں نے کہا ہم نے اس حدیث کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ تو سیدہؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے
فرشتوں کو گواہ کر کے کہتی ہوں کہ تم نے مجھے ناراض کیا ہے۔ راضی نہیں کیا۔ جب میں
نبی سے ملوں گی تو تمہاری ان سے شکایت کروں گی۔ ابوبکر نے کہا اے فاطمہؑ میں اللہ
کی ناراضگی اور آپ کی ناراضگی سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر ابوبکر پھوٹ پھوٹ
کر رونے لگے۔ قریب تھا کہ ان کی جان نکل جائے۔ اور سیدہؑ فرماتی جاتی تھیں کہ

Scanned with CamScan

Scanned with CamScanner

میں نہیں ہر نماز میں بد دعا کروں گی۔ ابوبکر روتے ہوئے چلے گئے۔ اور لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے۔ وہ ان سے کہتے تھے کہ تم میں سے ہر ایک آدمی اپنی بیوی کے گلے میں بانہیں ڈال کر خوشی سے رات بسر کرتا ہے اور مجھے ایک مصیبت میں ڈال دیا ہے۔ مجھے تمہاری بیعت کی ضرورت نہیں۔ میری بیعت کو توڑ لو۔ انہوں نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ، خلافت آپ کے بغیر نہیں چل سکتی۔ آپ ہم سے زیادہ عالم ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے سیدہؑ کی وفات تک ابوبکر کی بیعت نہ کی۔ سیدہؑ اپنے باپ کی رحلت کے بعد صرف پچھتر یوم زندہ رہیں۔ آپ کی رحلت کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے ابوبکر کو بلا بھیجا۔ ابوبکر آپ کے پاس اس وقت آئے جب کہ آپ کے پاس بنو ہاشم کی ایک جماعت موجود تھی۔ آپ نے حمد و ثنا کے بعد ابوبکر سے کہا کہ میں نے تمہاری بیعت کسی ذاتی غرض کی وجہ سے نہیں کی۔ بلکہ خلافت ہمارا حق ہے۔ تم نے ہم پر زیادتی کی ہے۔ جب حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی قرابت کا ذکر کیا تو ابوبکر رو پڑے اور کہا کہ مجھے اپنی قرابت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت زیادہ محبوب ہے۔ خدا کی قسم میں وہی کام کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کرتے تھے۔ انشاء اللہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ کل جامع مسجد میں بیعت کا فیصلہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ابوبکر واپس چلے گئے۔ مغیرہ بن شعبہ ابوبکر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے کہا کہ عباس سے ملو اور خلافت میں ان کا حصہ مقرر کر دو جو اس کو اور اس کی اولاد کو ملتا رہے گا اگر ایسا کرو گے تو تمہارے لئے علی علیہ السلام اور بنو ہاشم کے لئے ایک دلیل مل جائے گی جب کہ عباس تمہارے ساتھ ہوں گے۔ ابوبکر، عمر اور ابو عبیدہ عباس کے پاس آئے ابوبکر نے حمد و ثنا کے بعد کہا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا مومنوں کے لئے ولی بنایا۔ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ اس نے نبی کو ہم میں سے مبعوث فرمایا، اسے خصوصی کمالات سے نوازا۔ وہ خلافت کو ایسا چھوڑ گئے۔ تاکہ لوگ بغیر اختلاف کے متفقہ طور پر کسی کو خلیفہ مقرر کر لیں۔ لوگوں نے مجھے ولی اور اپنے امور کا نگہبان بنایا۔ اللہ کے فضل سے مجھے اس بارے میں سستی حیرانی اور بزدلی لاحق نہیں ہے۔ مجھے اللہ برتر کی توفیق کیساتھ یہ سب کچھ حاصل ہے۔ میں اس پر توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کروں گا۔ آپ حضرات عامۃ المسلمین کے اجماع سے ہٹ کر میرے خلاف باتیں کرتے رہے۔ ایسی باتوں سے بچو۔ تم اس بات میں کیوں نہ شامل ہوئے۔ جس میں اور مسلمان شامل ہوئے تھے۔ یا ان کو اس بات

حضرت فاطمہؑ کا ابوبکر پر ہر نماز کے بعد بد دعا کرنا اور ابوبکر کا روتے ہوئے خانہ بتول کے گھر سے چلے جانا یہاں تک کہ حضرت فاطمہؑ رحلت فرما گئیں لیکن ابوبکر سے کلام نہ کیا اور تا زندگی ناراض رہیں۔

Scanned with CamScanner

تیسیر الباری

صحیح بخاری شریف

ترجمہ و شرح

حضرت علامہ وحید الزمان

تاج کمپنی لمیٹڈ

لاہور کراچی راولپنڈی پشاور

Scanned with CamScanner

172-TayseerulBari4of9.pdf بخاری شریف تاج کمپنی

عَيْنَاهُ، فَنَظَرَ حَمْزَةُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى سُرَّتِهِ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ: هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لِأَبِي؟ فَعَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ ثَمِلَ، فَنَكَصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرَى وَخَرَجْنَا مَعَهُ۔

کی ناف کو دیکھا۔ پھر نگاہ اٹھا کر آپؐ کے چہرۂ مبارک کو دیکھا۔ پھر کیا کہنے لگے تم لوگ تو میرے باپ کے غلام ہو ف۴ یہ حال دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچان لیا کہ حمزہ بالکل [illegible] ہیں تو آنحضرت [illegible] پچھلے پاؤں [illegible] آپؐ وہاں سے الٹے پاؤں لوٹے۔ ہم بھی آپؐ کے ساتھ لوٹ آئے ف۵

بخاری ص 47 تاج کمپنی 241 فریدی

ف۱ ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے ف۲ اونٹنی اس مال کی تھی جو عبداللہ بن جحش کی ماتحت فوج نے حاصل کی تھی یہ بدر کی جنگ سے دو مہینے پہلے کا واقعہ ہے اس وقت تک خمس کا حکم نہیں اترا تھا لیکن عبداللہ بن جحش نے لوٹ کے چار حصے تو فوج والوں میں تقسیم کئے اور پانچواں حصہ اپنی رائے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے رکھ چھوڑا اور اللہ تعالیٰ کو یہی بات پسند آئی اور قرآن شریف میں ایسا ہی حکم اترا ف۳ یعنی اونٹنیاں کاٹ ڈالنے پر ف۴ حضرت حمزہ رضا اس وقت بالکل نشے میں تھے اور شراب اس وقت تک حرام نہیں ہوا تھا۔ نشہ میں آدمی کے ہوش ٹھکانے نہیں ہوتے اس لئے بے ادبی کا کلام ان کے منہ سے نکل گیا۔ یہ جو کہا میرے باپ کے غلام ہو یہ اس لئے کہا کہ حضرت حمزہ رضا حضرت عبدالمطلب کے بیٹے تھے اور عبدالمطلب عبداللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد اور ابوطالب حضرت علی رضا کے والد کے باپ تھے بیٹا گویا اپنے باپ کا غلام ہی ہوتا ہے ف۵ ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوش آنے کے بعد حمزہ رضا سے اونٹنیوں کا تاوان دلایا علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حلال چیز سے اگر کسی کو نشہ ہو جائے تو اس کا حکم مجنون کا سا ہے اور اگر وہ ایسی حالت میں طلاق دے تو طلاق نہ پڑے گا لیکن اگر کسی کا مال تلف کر ڈالے تو تاوان لازم ہوگا۔

۳۲۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے، انہوں نے صالح بن کیسان سے، انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ کو عروہ بن زبیرؓ نے خبر دی اُن کو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضا نے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپؐ کی صاحبزادی

Scanned with CamScanner

بخاری شریف تاج کمپنی 172-TayseerulBari4of9.pdf

ص 242 ج 4 بخاری

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَتْ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْسِمَ لَهَا مِيرَاثَهَا، مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَجَرَتْ أَبَا بَكْرٍ فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتَهُ حَتَّى تُوُفِّيَتْ، وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ، قَالَتْ: وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَسْأَلُ أَبَا بَكْرٍ نَصِيبَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْبَرَ وَفَدَكٍ وَصَدَقَتِهِ بِالْمَدِينَةِ، فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ عَلَيْهَا ذَلِكَ، وَقَالَ: لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْمَلُ بِهِ إِلَّا عَمِلْتُ بِهِ، فَإِنِّي أَخْشَى إِنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهِ أَنْ أَزِيغَ، فَأَمَّا صَدَقَتُهُ بِالْمَدِينَةِ فَدَفَعَهَا عُمَرُ إِلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ، وَأَمَّا خَيْبَرُ وَفَدَكٌ فَأَمْسَكَهَا عُمَرُ وَقَالَ: هُمَا صَدَقَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتَا لِحُقُوقِهِ الَّتِي تَعْرُوهُ وَنَوَائِبِهِ، وَأَمْرُهُمَا إِلَى مَنْ وَلِيَ الْأَمْرَ، قَالَ: فَهُمَا عَلَى ذَلِكَ إِلَى الْيَوْمِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: اعْتَرَاكَ: افْتَعَلْتَ، مِنْ عَرَوْتُهُ فَأَصَبْتُهُ، وَمِنْهُ يَعْرُوهُ وَاعْتَرَانِي۔

علیہا حضرت فاطمہ زہرا حضرت ابوبکر صدیق رض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ مانگنے لگیں یعنی اپنا حصہ، اس ترکے میں سے دلایا جائے یعنی ان مالوں میں سے جو اللہ نے بن لڑے بھڑے آپ کو دلا دیئے۔ (جیسے فدک وغیرہ) ابوبکر صدیق رض نے یہ جواب دیا (میں کیونکر تمہارا حصہ تقسیم کر سکتا ہوں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے ہم پیغمبر لوگوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے یہ سن کر حضرت فاطمہ رض غصے ہوئیں اور انہوں نے ابوبکر رض سے ترک ملاقات کی اور وفات تک ان سے نہ ملیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صرف چھ مہینے تو زندہ رہیں ف۱ حضرت عائشہ رض نے کہا حضرت فاطمہ رض اپنا حصہ اس مال میں سے مانگتی تھیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا تھا خیبر اور فدک ف۲ اور مدینہ کے صدقہ میں سے ف۳ ابوبکر رض نے نہ دیا، وہ کہنے لگے میں کوئی بات چھوڑنے والا نہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ جیسا آپ کرتے تھے ویسا ہی میں بھی کرتا رہوں گا۔ میں ڈرتا ہوں آپ کی کوئی بات چھوڑ کر گمراہ نہ ہو جاؤں ف۴ پھر حضرت عمر رض نے (اپنی خلافت میں) مدینہ کا صدقہ تو حضرت علی رض اور حضرت عباس رض کے حوالے کر دیا لیکن خیبر اور فدک کو حضرت عمر رض نے روک رکھا اور کہا کہ یہ دونوں جائیدادیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر معمولی حقوق اور مصارف کے لئے جو آپ کو پیش آتے رکھی تھیں ۔ یہ جائیدادیں اس شخص کے اختیار میں رہیں گی جو خلیفہ (حاکم) ف۵ ہو۔ زہری نے کہا آج تک اسی پر عمل ہے کہ یہ دونوں جائیدادیں حاکم کے قبضے میں رہتی ہیں، امام بخاری نے کہا اعتراک جو قرآن (سورۂ ہود) میں آیا ہے وہ باب افتعال سے ہے اس کا مجرد عروتہ یعنی میں نے اس کو پا لیا، اسی سے یعروہ اور اعترانی نکلا

ص244 ج 4 تاج مپنی

سہے ولے

ف بعد اس کے اپنے پدر بزرگوار سے مل گیئں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وفات کے وقت بشارت دی تھی کہ تم سب سے پہلے مجھ کو مل جاؤ گی۔ ایسا ہی ہوا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے یہ حدیث خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اس لئے اس کا خلاف کیونکر کر سکتے تھے اور حضرت فاطمہ رضؓ کی ناراضی اس پر مبنی تھی کہ ان کو اس حدیث کی خبر نہ تھی۔ وہ قرآن کی ظاہری آیتوں سے یہ خیال کرتی تھیں کہ پیغمبروں کے لوگ وارث ہوتے ہیں جیسے فرمایا وَوَرِثَ سلیمان داؤد اور فرمایا فهب لی من لدنك ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب۔ حدیث شریف کی رُو سے یہ وراثت علم اور نبوت کی ہوگی نہ مال و دولت کی۔ بعضوں نے کہا حضرت فاطمہ رضؓ کی ناراضی بوجہ نازک مزاجی اور صاحبزادگی کے تھی اور خصوصاً ایسی حالت میں کہ پدر بزرگوار کا سایہ ابھی ابھی اٹھا تھا اس کا صدمہ بے حد تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ مرتے تک انہوں نے ابو بکر رضؓ سے بات نہیں کی۔ بعضوں نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ ترکے کے مقدمہ میں انہوں نے مرتے تک پھر گفتگو نہیں کی۔ حافظ نے کہا یہ تاویل صحیح نہیں ہے فغضبت کا لفظ یہ کہتا ہے کہ انہوں نے ابو بکر صدیق رضؓ سے بوجہ غصہ کے پھر بات ہی نہیں کی۔ بیہقی نے روایت کیا کہ حضرت فاطمہ رضؓ کی بیماری میں ابو بکر صدیق رضؓ ان کی عیادت کو گئے اور حضرت فاطمہ رضؓ کو راضی کیا وہ راضی ہوگئیں؛ ف۲ فدک ایک مقام ہے مدینہ سے تین منزل پر۔ وہاں کی زمین خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے رکھی تھی؛ ف۳ خاص مدینہ میں یہ جائیدادیں آپ کی تھیں بنی نضیر کے کھجور کے باغات مخیریق کے سات باغات انصار کی دی ہوئی اراضی، وادی القریٰ کی تہائی زمین وغیرہ؛ ف۴ تو ابو بکر رضؓ نے جائیداد کی تقسیم کر دینے سے انکار کیا اگر حضرت فاطمہ رضؓ کا حصہ اس میں سے الگ کر دیتے تو پھر آپ کی بی بیوں کا حصہ اور حضرت عباس رضؓ کا بھی حصہ الگ الگ کر دینا پڑتا اور وہ طرز عمل جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس جائیداد کے بارے میں تھا اس کا پورا کرنا ممکن نہ رہتا۔ ابو بکر صدیق رضؓ کا مطلب یہ تھا کہ سب کام اور مصارف اسی طرح جاری رہیں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیاتِ دنیوی میں کیا کرتے تھے اور یہ ان کی کمال احتیاط اور پرہیزگاری تھی؛ ف۵ حضرت ابو بکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ اپنی خلافت میں ان جائیدادوں سے آپ کی بی بیوں کے اور دوسرے ضروری مصارف کرتے رہے۔ لیکن حضرت عثمان رضؓ نے اپنی خلافت میں فدک بطور مقطعہ کے مروان کو دے دیا۔ حضرت عثمان رضؓ بہت غنی تھے، ان کو یہ حاجت نہ تھی کہ فدک سے اپنے مصارف چلاتے تو انہوں نے مروان کو جو اُن کا عزیز تھا یہ جائیداد دے دی؛ ف۶ چونکہ اس حدیث میں تعروہ کا لفظ آیا تھا لہٰذا امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق قرآن کے اس لفظ کی تفسیر کر دی جو اس سے نکلا تھا؛

۳۲۶۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ	ہم سے اسحاق بن محمد فروی نے بیان کیا کہا ہم سے مالک بن انس نے، انہوں نے ابن شہاب سے،

قرآن کے مقابلے میں حدیث زیادہ قابل اعتماد ہے علامہ وحید کی تاویل

Scanned with CamScanner

بخاری ج 4 ص 279

ابوبکر کا بغیر شہادت طلب کیے مال دینا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنَا هَاهُنَا وَأَمَرَنَا بِالْإِقَامَةِ فَأَقِيمُوا مَعَنَا، فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتّٰى قَدِمْنَا جَمِيعًا فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَأَسْهَمَ لَنَا أَوْ قَالَ فَأَعْطَانَا مِنْهَا وَمَا قَسَمَ لِأَحَدٍ غَابَ عَنْ فَتْحِ خَيْبَرَ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا لِمَنْ شَهِدَ مَعَهُ إِلَّا أَصْحَابَ سَفِينَتِنَا مَعَ جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ، قَسَمَ لَهُمْ مَعَهُمْ۔

ہے اور فرمایا ہے یہیں ٹھہرے رہو۔ تم لوگ بھی ہمارے ساتھ رہو۔ ہم ان کے ساتھ رہے۔ پھر ہم سب مل کر (مدینہ کو) روانہ ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت پہنچے جب آپ خیبر فتح کر چکے تھے۔ آپ نے خیبر کی لوٹ میں سے ہم کو بھی حصہ دلوایا اور کسی ایسے شخص کو نہیں دلایا جو خیبر کی جنگ میں نہ تھا، انہی کو دیا جو جنگ میں حاضر تھے۔ مگر ہم کشتی والوں کو جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں سمیت سب کو حصہ دیا ف ۞

ف ظاہر یہ ہے کہ یہ حصہ آپؐ نے مالِ غنیمت میں سے دلوایا نہ کہ خمس میں سے پھر باب کی مناسبت کیونکر ہوگی مگر جب امام کو مالِ غنیمت میں جو دوسرے مجاہدین کا حق ہے ایسا تصرف کرنا جائز ہوا تو خمس میں لطریق اولیٰ جائز ہوگا جو خاص امام کے سپرد کیا جاتا ہے پس باب کا مطلب حاصل ہو گیا ۞

---

۳٦۵ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ: سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ قَدْ جَاءَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَقَدْ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا، فَلَمْ يَجِيءْ حَتّٰى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَمَرَ أَبُو بَكْرٍ مُنَادِيًا فَنَادَى: مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ أَوْ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنَا، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي كَذَا وَكَذَا، فَحَثَى لِي ثَلَاثًا وَجَعَلَ سُفْيَانُ يَحْثُو بِكَفَّيْهِ جَمِيعًا، ثُمَّ قَالَ لَنَا: هٰكَذَا قَالَ لَنَا ابْنُ

ہم سے علی بن مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے محمد بن منکدر نے انہوں نے جابرؓ سے سنا۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا بحرین سے اگر روپیہ آئے گا تو میں تجھ کو اتنا اتنا اتنا (تین بار لپ بھر کر) دوں گا۔ وہ روپیہ نہ آیا اور آپؐ کی وفات ہو گئی (ابوبکرؓ کی خلافت میں) جب بحرین کا روپیہ آیا تو ابوبکرؓ نے منادی کا حکم دیا اس نے یوں منادی دی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے وعدہ کیا ہو یا اس کا قرض آپؐ پر آتا ہو تو وہ ہمارے پاس آئے تب میں نے جا کر یہ کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اتنا اتنا روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ابوبکرؓ نے مجھے تین لپ بھر کر روپے دیئے۔ علی بن مدینی نے کہا سفیان، جو اس حدیث کے راوی ہیں انہوں نے دونوں لپ سے تلا دیا۔ پھر ہم سے یوں کہنے لگے ابن منکدر نے

Scanned with CamScanner

الْمُنْكَدِرِ، وَقَالَ مَرَّةً، فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَسَأَلْتُ فَلَمْ يُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَلَمْ يُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقُلْتُ: سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي، ثُمَّ سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي، ثُمَّ سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي، فَإِمَّا أَنْ تُعْطِيَنِي، وَإِمَّا أَنْ تَبْخَلَ عَنِّي، قَالَ: قُلْتَ تَبْخَلُ عَلَيَّ، مَا مَنَعْتُكَ مِنْ مَرَّةٍ إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُعْطِيَكَ، قَالَ سُفْيَانُ: وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ جَابِرٍ: فَحَثَا لِي حَثْيَةً وَقَالَ عُدَّهَا فَوَجَدْتُهَا خَمْسَمِائَةٍ، قَالَ: فَخُذْ مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ، وَقَالَ يَعْنِي ابْنُ الْمُنْكَدِرِ وَأَيُّ دَاءٍ أَدْوَى مِنَ الْبُخْلِ۔

ہم سے ایسا ہی بیان کیا اور ایک مرتبہ سفیان نے یوں کہا کہ جابر رضؓ نے کہا میں ابوبکر صدیق رضؓ کے پاس آیا ان سے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے کا روپیہ) مانگا انہوں نے نہ دیا۔ پھر مانگا پھر نہ دیا۔ پھر میں تیسری بار ان کے پاس گیا اور میں نے کہا میں نے ایک بار تم سے مانگا تم نے نہ دیا۔ دوسری بار مانگا تم نے نہ دیا تیسری بار مانگا تم نے نہ دیا مل اب یا تو دو یا یوں کہہ دو میں بخیل کرتا ہوں (نہیں دیتا) ابوبکر رضؓ نے کہا تو مجھ کو یوں کہتا ہے میں بخیل کرتا ہوں۔ میں نے جو تجھ کو پہلے ہی بار میں نہیں دیا اس کی کوئی وجہ تھی) میری نیت دینے کی تھی۔ سفیان نے کہا اور ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا انہوں نے امام محمد بن باقر سے انہوں نے جابر رضؓ سے انہوں نے کہا کہ ابوبکر رضؓ نے مٹھی بھر کر مجھ کو روپے دیئے اور کہا ان کو گن لے میں نے گنا تو پانچسو نکلے انہوں نے کہا پانسو اور لے ابن منکدر کی روایت میں یوں ہے ابوبکر رضؓ نے کہا بخیلی سے بدتر کونسی بیماری ہے؟

ف حضرت ابوبکر رضؓ کا پہلی بار میں نہ دینا کسی مصلحت سے تھا تاکہ جابر رضؓ کو معلوم ہو جائے کہ اس کا دینا کچھ ان پر بطور قرض کے لازم نہیں ہے بلکہ بطور احسان کے دینا ہے۔

بخاری ج 4 ص 280

۳۶۶۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ غَنِيمَةً بِالْجِعِرَّانَةِ إِذْ قَالَ لَهُ رَجُلٌ: اعْدِلْ، فَقَالَ: لَقَدْ شَقِيتَ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے قرہ بن خالد نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے، انہوں نے جابر بن عبداللہ رضؓ سے انہوں نے کہا ایک بار ایسا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں لوٹ کا مال بانٹ رہے تھے اتنے میں ایک شخص (ذوالخویصرہ) نے آپؐ سے کہا انصاف کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا اگر میں انصاف نہ کروں تو تو بدبخت ہوا (یا میں بدبخت ہوا) ف۔

ف شقیت کا لفظ دونوں طرح منقول ہے یعنی بصیغہ حاضر اور بصیغہ متکلم پہلے کا مطلب یہ ہے کہ اگر میں ہی غیر عادل ہوں تو پھر تو تو بدنصیب ہوا کیونکہ تو میرا تابع ہے جب مرشد اور مطبوع عادل نہ ہو تو مرید کا کیا ٹھکانا اور یہ حدیث آئندہ پورے طور سے مذکور ہوگی۔ باب کی مناسبت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس میں سے اپنی رائے کے موافق کسی کو

بلا گواہی مانگے ابوبکر کا مال تقسیم کرنا

Scanned with CamScanner

دی کہ حضرت عثمان پر لوگ کہتے ہیں حضرت علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ نے تصدیق کی تھی۔ یہ حدیث اوپر گزر چکا ہے۔

مدعی کے پاس گواہی کے لیے 2 گواہ ہوں
ہو یا ایک گواہ اور ایک قسم کر لو

بَابٌ - إِذَا قَالَ الوَاقِفُ: لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللهِ فَهُوَ جَائِزٌ۔

باب: اگر وقف کرنے والا یوں کہے ہم اس کی قیمت اللہ ہی سے لیں گے، تو وقف درست ہو جائے گا۔

۳۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَارِثِ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ، قَالُوا: لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللهِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے، انہوں نے ابوالتیاح سے، انہوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نجار سے فرمایا تم اپنے باغ کی قیمت مجھ سے ٹھہرا لو۔ انہوں نے کہا ہم تو اس کی قیمت اللہ ہی سے لیں گے۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ المَوْتُ حِينَ الوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ - إِلَى قَوْلِهِ - وَاللهُ لَا يَهْدِي القَوْمَ الفَاسِقِينَ - الأَوْلَيَانِ: وَاحِدُهُمَا أَوْلَى، وَمِنْهُ أَوْلَى بِهِ، عُثِرَ: ظَهَرَ، أَعْثَرْنَا: أَظْهَرْنَا، وَقَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي القَاسِمِ، عَنْ عَبْدِ المَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَهْمٍ مَعَ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ وَعَدِيِّ بْنِ بَدَّاءٍ، فَمَاتَ السَّهْمِيُّ بِأَرْضٍ لَيْسَ

باب: (سورۂ مائدہ میں) اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ مسلمانو جب تم سے کوئی مرنے لگے تو آپس کی گواہی مصیبت کے وقت تم میں سے (یعنی مسلمانوں میں سے یا عزیزوں میں سے) دو معتبر شخصوں کی ہونی چاہیئے یا اگر تم سفر میں ہو وہاں موت کی مصیبت آن پڑے تو غیر ہی (یعنی کافر یا جن سے قرابت نہ ہو) دو شخص سہی (میت کے وارثو) ان دونوں گواہوں کو عصر کی نماز کے بعد تم روک لو اگر تم کو (ان کے سچا ہونے میں شبہ ہو) تو وہ اللہ کی قسم کھائیں کہ ہم اس گواہی کے بدل دنیا کمانا نہیں چاہتے جس کے لئے گواہی دیں وہ اپنا رشتہ دار ہو اور نہ ہم خدا واسطے گواہی چھپائیں گے۔ ایسا کریں تو ہم خدا کے قصوروار ہیں پھر اگر معلوم ہو کہ واقعی یہ گواہ جھوٹے تھے تو دوسرے وہ دو گواہ کھڑے ہوں جو میت کے نزدیک کے رشتے دار ہوں (یا جن کو میت کے دو نزدیک کے رشتہ داروں نے گواہی کے لائق سمجھا ہو) وہ خدا کی قسم کھا کر کہیں ہماری گواہی پہلے گواہوں کی گواہی سے زیادہ معتبر ہے اور ہم نے کوئی ناحق بات نہیں کہی۔ ایسا کیا ہو تو بے شک ہم گنہگار۔ یہ تدبیر ایسی

بخاری ج 4 ص 35

Scanned with CamScanner

لَا بَأْسَ أَنْ تَكُونَ الْمَاشِيَةُ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى۔

ایک معین مدت کے لیے اس کی تہائی یا چوتھائی کمائی پر دیا جاتے۔

لہ ابوجعفر کنیت ہے امام محمد باقر علیہ السلام کی جو والد ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ۱۲ منہ ۲لہ حضرت علیؓ اور سعد اور ابن مسعود اور عمر بن عبدالعزیز کے اثروں کو ابن ابی شیبہ نے قاسم کے اثر کو عبدالرزاق نے اور عروہ کے اثر کو بھی ابن ابی شیبہ نے وصل کیا اور ابن سیرین اور قاسم کے اثر کو بھی ابن ابی شیبہ نے وصل کیا اور ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے امام محمد باقر سے نکالا اس میں یہ ہے کہ ان سے بٹائی کو پوچھا تو انہوں نے کہا میں نے ابوبکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ سب کے خاندان والوں کو یہ کرتے دیکھا ہے اور ابن سیرین کے اثر کو سعید بن منصور نے وصل کیا۔ ۱۲ منہ ۳لہ اس کو ابن ابی شیبہ اور نسائی نے وصل کیا ۱۲ منہ ۴لہ اس کو ابن ابی شیبہ اور بیہقی اور طحاوی نے وصل کیا۔ امام بخاری کا مطلب اس اثر کے لانے سے یہ ہے کہ مزارعت اور مخابرت دونوں ایک ہیں بعضوں نے کہا جب تخم زمین کا مالک دے تو وہ مزارعت ہے اور جب کام کرنے والا تخم اپنے پاس سے ڈالے تو وہ مخابرہ ہے بہر حال مزارعت اور مخابرت امام احمد اور ابن خزیمہ اور ابن منذر اور خطابی کے نزدیک درست ہے اور [illegible] علماء نے اس کو ناجائز کہا ہے لیکن [illegible] مذہب امام احمد کا ہے [illegible] ۱۲ منہ ۵لہ اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ ۶لہ اس کو ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ ۷لہ ابراہیم کے قول کو ابوبکر اثرم نے اور ابن سیرین کے قول کو ابن ابی شیبہ نے اور عطاء اور قتادہ اور حکم اور زہری کے اقوال کو بھی انہوں نے ہی وصل کیا۔ ۱۲ منہ ۸لہ اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا۔ ۱۲ منہ

۵۲۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ، فَكَانَ يُعْطِي أَزْوَاجَهُ مِائَةَ وَسْقٍ، ثَمَانُونَ وَسْقَ تَمْرٍ، وَعِشْرُونَ وَسْقَ شَعِيرٍ، وَقَسَمَ عُمَرُ خَيْبَرَ فَخَيَّرَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْطِعَ لَهُنَّ مِنَ الْمَاءِ

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے انس بن عیاض نے انہوں نے عبیداللہ عمری سے انہوں نے نافع سے ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے خیبر کے یہودیوں سے آدھوں آدھ پیداوار پر بٹائی کر لی جو پیدا ہو اناج یا میوہ آپ اس میں سے اپنی بی بیوں کو (سال میں) سو وسق دیا کرتے لہ اسّی ۸۰ وسق کھجور کے اور بیس وسق جو کے پھر حضرت عمرؓ نے (اپنی خلافت میں یہودیوں کو نکال کر) خیبر کی زمین تقسیم کر دی

بخاری جلد 3 ص366

Scanned with CamScanner

وَالْأَرْضِ أَوْ يُمْضِيَ لَهُنَّ، فَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْأَرْضَ، وَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْوَسْقَ، وَكَانَتْ عَائِشَةُ اخْتَارَتِ الْأَرْضَ۔

اور آپ کی بی بیوں سے کہا پانی اور زمین لو یا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ملا کرتا تھا وہ لو کسی نے زمین لینا پسند کیا کسی نے کہا ہم کو وسق دیا کرو۔ حضرت عائشہ رضہ نے زمین لی تھی ۲؎

۱؎ اسی وسق کھجور کے اور بیس وسق جو کے کیونکہ کھجور کا خرچ زیادہ تھا برخلاف جو کے کہ اس کی کبھی کبھی روٹی پکایا کرتے ۱۲ منہ

۲؎ ترجمۂ باب اس سے نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر والوں سے نصف پیداوار پر معاملہ کیا ۱۲ منہ

بَابٌ۔ إِذَا لَمْ يَشْتَرِطِ السِّنِينَ فِي الْمُزَارَعَةِ۔

باب:۔ اگر بٹائی میں سالوں کی تعداد نہ کرے ۱؎

۱؎ امام بخاری نے یہ صراحت نہیں کی کہ وہ جائز ہے یا ناجائز کیونکہ اس میں اختلاف ہے کہ مزارعت میں جب میعاد نہ ہو تو وہ جائز ہے یا نہیں ابن بطال نے کہا امام مالک اور ثوری اور شافعی اور ابو ثور نے اس کو مکروہ کہا ہے لیکن صحیح مذہب ہمارے امام احمد بن حنبل اور اہل حدیث کا ہے کہ یہ جائز ہے اور دلیل ان کی یہی حدیث ہے ایسی صورت میں زمین کے مالک کو اختیار ہوگا کہ جب چاہے کاشت کار کو نکال دے ۱۲ منہ

بخاری جلد 3 ص 367

۵۲۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: عَامَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے انہوں نے عبید اللہ سے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا انہوں نے ابن عمر رضہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں سے آدھی پیداوار پر اناج ہو یا میوہ بٹائی کر لی۔

بَابٌ۔

باب۔

۵۲۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: قَالَ عَمْرٌو: قُلْتُ لِطَاوُسٍ: لَوْ تَرَكْتَ الْمُخَابَرَةَ فَإِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے انہوں نے کہا میں نے طاؤس سے کہا تم بٹائی چھوڑ دو تو بہتر ہے لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بٹائی سے منع کیا

خیبر لی زمین ح عائشہ لو دینا

Scanned with CamScanner

اہلسنت کی معتبر کتاب سیرۃ حلبیہ صفحہ ۴۸۸ ج ۳ مؤلف علی بن برہان الدین حلبی
ذکر خلافت ابی بکر مطبوعہ مصر

عمر کا سند چاک کرنا

وفی کلام سبط ابن الجوزی انہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتب لہا بفدک ودخل علیہ عمر وقال ما ھذا؟ فقال کتاب کتبتہ لفاطمۃ بمیراثھا من ابیھا فقال مماذا تنفق علی المسلمین وقد حاربتک العرب کما تری ثم اخذ عمر الکتاب فشقہ۔

ترجمہ۔

"سبط ابن جوزی کے کلام میں ہے (فاطمہؑ زہرا کے دعویٰ ملکیت اور دلائل کے بعد جناب ابوبکر نے ربے بس ہو کر) فدک جناب زہرا کو دے دیا اور تحریر لکھ دی تو اتنے میں جناب عمر حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور پوچھا یہ تحریر کیسی ہے۔ خلیفہ نے کہا کہ فدک کے بارے میں فاطمہؑ زہرا کو میں نے تحریر لکھ دی ہے کہ بی بی فدک کی از روئے وراثت مالک ہے۔ عمر نے کہا تو پھر مسلمانوں پر تو کس مال سے خرچ کرے گا۔ جبکہ تمام عرب تیرے ساتھ لڑنے کو تیار ہے۔ پھر عمر نے وہ تحریر لے کر پھاڑ ڈالی۔

نوٹ۔ مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ حدیث لا نورث من گھڑت ہے۔ کیونکہ ابوبکر نے بابت فدک فاطمہؑ زہرا کو نبیؐ کی میراث حقدار تسلیم کر لیا ورنہ وہ تحریر نہ لکھ دیتا اور اگر حدیث لا نورث کی روایت میں ابوبکر حق بجانب تھے تو پھر شاہ عبدالعزیز کا عذر جھوٹا ہے۔ جیسا کہ

Scanned with CamScanner

صاحب الملل والنحل نے لکھا ہے کہ بی بی نے دعوئے ملکیت فرمایا تھا اور ملکیت بغیر قبضہ کے ہوتی نہیں۔ ابوبکر کا فدک کی بابت تحریر لکھ دینا اس بات کا روشن ثبوت ہے کہ ابوبکر نے بی بی کے قبضہ کو تسلیم کر لیا تھا۔

حضرت ابوبکر کی تحریروں کو پھاڑنا جناب عمر کی عادت تھی

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب کنز العمال صفحہ ۱۸۹ جلد ۲ کتاب "احیاء الاموات من قسم الافعال" مؤلف شیخ علی المتقی الھندی مطبوعہ حیدرآباد

۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب "الاموال" صفحہ ۲۷۶ باب الاقطاع کتاب "احکام الارضین" مؤلف حافظ ابی عبید القاسم بن سلام المتوفی ۲۲۴ھ نیز ازالۃ الخفاء فصل ششم الانفال

عمر کا ابوبکر کی تحریر میں تھوکنا اور مٹانا

حضرت ابوبکر نے عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس کو ایک جاگیر عطا کی اور انہیں تحریر لکھ دی وہ عمر کے پاس آئے اور صورت حال سے آگاہ کیا تو جناب عمر نے

تناولہ من ایدیھما ثمّ تفل فیہ او بصق فی الکتاب ومحّاہ

وہ تحریر ان دونوں سے لے لی اور اس میں تھوکا اور اس کو مٹا دیا۔ وہ دونوں شخص غصے میں بھرے ہوئے ابوبکر کے پاس آئے اور کہا۔

واللہ ماندری انت الخلیفہ ام عمر فقال بل ھو

بخدا ہمیں معلوم نہیں ہے کہ آیا تو خلیفہ ہے یا عمر ہے۔ تو ابوبکر نے کہا خلیفہ دراصل عمر ہی ہے۔ میں تو خواہ مخواہ پھنس گیا ہوں تو پھر جناب عمر بھی غصے میں بھرے ہوئے آگئے اور پھر شیخین میں جو گفتگو ہوئی اس میں جناب ابوبکر حضرت عمر کے خلقِ عظیم کی نرم ضربوں کو

Scanned with CamScanner

Input page title Re-edit

فتوح البلدان ص 57 ج 1

حدیث بیان کی یحییٰ بن آدم نے، انھوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی ابن ابی زائدہ نے، ان سے محمد بن اسحٰق نے اور ان سے الزُّہری وعبداللہ بن ابی بکر اور دیگے از اولاد محمد بن مَسْلَمَہ نے، کہ:۔ جب اہل خیبر میں سے باقی ماندوں نے جو قلعہ گیر ہو گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ان کا خون معاف کر دیا جائے اور انھیں جلا وطن کر دیا جائے تو یہ خبر سُن کر اہلِ فدک بھی اسی پر اُتر آئے اس وجہ سے فَدَک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خالصہ ہو گیا، کیونکہ مسلمانوں نے اس پر اپنے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تھے۔"

ایسی ہی حدیث ہم سے الحُسَیْن نے بیان کی، ان سے یحییٰ بن آدم نے، ان سے زیاد البکائی نے، ان سے ابن اسحٰق نے، اور ان سے عبداللہ بن ابی بکر نے، لیکن اس حدیث میں یہ بات زیادہ ہے کہ:۔ مُحَیِّصَہ بن مسعود ان لوگوں میں سے تھے جو اہلِ فَدک کے درمیان چل پھر سکتے تھے۔

ہم سے حدیث بیان کی الحُسَیْن نے، ان سے یحییٰ بن آدم نے، ان سے ابراہیم بن حُمَیْد نے، ان سے اُسَامَہ بن زید نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے مالک بن اَوس بن الحَدَثان نے اور ان سے (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ نے، کہ:۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تین اموال مخصوص تھے، فَدَک کی آمدنی آپ مسافروں پر خرچ فرماتے تھے، بنی النَّضِیر کی اراضی آپ کی ضروریات کے لئے وقف تھی، اور خَیْبَر کے آپ نے تین حصے فرما دیئے تھے۔"

ہم سے حدیث بیان کی عبداللہ بن صالح العِجْلی نے، انھوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی صَفْوان ابن عیسٰی نے، ان سے اُسامہ بن زید نے، ان سے ابن شہاب نے، اور ان سے عُروہ بن الزُّبَیر نے، کہ:۔ خَیبر اور فَدک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حصّہ تھا ازواج مطہرات نے اس میں سے اپنی میراثوں کا مطالبہ کرنے کے لئے (حضرت) عثمان بن عفّان (رضی اللہ عنہ) کو (حضرت) ابوبکرؓ کے پاس بھیجا، (حضرت) عائشہؓ نے یہ سُن کر ان سے کہا: کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتیں؟ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہیں سُنا کہ ہماری کوئی میراث نہیں ہے؟ اور یہ کہ ہم نے جو کچھ چھوڑا ہے صدقہ ہے، اور میری رحلت کے بعد اس کا ہے جو والی امر ہو۔" راوی کہتا ہے: یہ سُن کر وہ سب خاموش ہو گئیں۔"

ہم سے احمد بن ابراہیم الدَّوْرَقی نے بیان کیا، ان سے صَفْوان ابن عیسٰی الزُّہری نے، ان سے اُسَامَہ نے، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے عُروہ نے، اور وہ وہی تھا جو حدیث بالا میں گزرا۔

مجھ سے ابراہیم بن محمد نے کہا، اُن سے عَزْعَرَہ نے، ان سے عبدالرزاق نے، ان سے مَعْمَر

1/1

Scanned with CamScanner